بِسمِ اللّٰہِ الرَّ حمٰنِ الرَّ حِیم   نَحمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیم   وَعَلٰی عَبْدِ ہِ الْمَسِیح الْمَوعود

عطیۃ المجیب کی طلاق کی اصل حقیقت

جناب خلیفہ رابع صاحب نے اپنے خطبہ جمعہ ۱۰ر جولائی ۱۹۹۸ء میں اپنی بیٹی عطیۃ المجیب کی طلاق کے سلسلہ میں افراد جماعت کو جو کچھ بتایا اور جس انداز میں بتایا خاکسار مناسب سمجھتا ہے کہ اس ضمن میں افراد جماعت کی راہنمائی کیلئے اصل حقائق اُنکے گوش گزار دے تا کہ تاریخ احمدیت میں اصل حقیقت محفوظ ہو جائے۔

اپنی بیٹی کی طلاق کے سلسلہ میں جناب خلیفہ رابع صاحب فرماتے ہیں۔

''اب جو تھوڑا سا وقت باقی ہے اس میں میں ایک ایسی بات کہنی چاہتا ہوں جو بظاہر تاسف پیدا کرنے والی بات ہے مگر میں جماعت کو تنبیہ کرتا ہوں کہ جب تک اس مضمون کو میں آخر تک کھول کر وضاحت سے بیان نہ کردوں وہ کوئی جلدی میں ایسا نتیجہ نہ نکالیں کہ جس سے وہ سمجھیں کہ او ہو یہ تو بہت فکر والی اور تاسف والی بات ہے جو آج ہمارے سامنے بیان کی جارہی ہے۔ امر واقع یہ ہے کہ ہرگز اس میں تاسف کی کوئی بات نہیں ہے۔ آخر تک جب میں پہنچوں گا تو آپ حیران ہونگے کہ یہ خوشخبری ہے اور بہت بڑی خوشخبری ہے ﴿اگر یہ خوشخبری تھی تو خوشخبریوں کو لوگ چھپایا نہیں کرتے بلکہ اُنکا بانگ دھل اعلان کیا کرتے ہیں۔ ناقل﴾ لیکن اس خوشخبری کو بیان کرنے کا موقع کیوں پیش آیا۔

یہ ساری وضاحت میں آپکے سامنے رکھوں گا اور اللہ تعالیٰ کی یہ مجھ پر امانت ہے جو مجھے بہر حال ادا کرنی ہے اور جماعت کی بھی امانت ہے جو مجھے بہر حال ادا کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی امانت خصوصیت سے اس لیے کہ جماعت پر جب میں بات واضح کروں گا ﴿واضح رہے کہ خلیفہ صاحب نے اپنی بیٹی عطیۃ المجیب کے بارے میں اصل حقیقت سے افراد جماعت احمدیہ کو اپنی زندگی کے آخری سانس تک لاعلم رکھا۔ ناقل﴾ تو یہ بات کھل جائے گی کہ انکے دل میں یہ بدظنی پیدا ہو سکتی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے میری انتہائی دردانگیز اور عاجزانہ دعاؤں کو بالکل نہیں سنا اور اِسکے برعکس نتیجہ پیدا کردیا۔ ﴿اللہ تعالیٰ خلیفہ صاحب کی انتہائی دردانگیر دعاؤں کو سنتا بھی کیسے کیونکہ موعودز کی غلام مسیح الزماں کے بتانے کے بعد اللہ تعالیٰ کی رضا تو اُن پر ظاہر ہوگئی تھی لیکن وہ اِلٰہی رضا کے خلاف کام کر رہے تھے؟؟؟ ناقل﴾ جب میں بات کھولوں گا اس سے پہلے اپنے اظہار ہمدردی کو سنبھال کر رکھیں۔ جب بات کھل جائے گی تو آپ حیران ہونگے کہ بالکل برعکس معاملہ ہے اور مجھے بہر حال یہ مضمون جو میرے لیے بیان کرنا جذباتی لحاظ سے مشکل ہے، بیان کرنا ہے کیونکہ یہ میری ذمہ داری ہے۔

عزیزہ طوبیٰ جو میری چھوٹی بچی ہے اسکی شادی طلاق پر منتج ہوئی ہے اور یہ طلاق آخری صورتوں میں مکمل ہوچکی ہے۔ ﴿طلاق ایک ناپسندیدہ شئے ہے لیکن اللہ تعالیٰ اور اُسکے پیارے رسول حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبیٰ ﷺ نے اِسے جائز قرار دیا ہے۔ لیکن ایک ناپسندیدہ شئے خلیفہ صاحب کیلئے خوشخبری کیسے بن گئی۔ ناقل﴾ اب اس بات پر اظہار ہمدردی ہوسکتا ہے مگر انتظار فرمائیں تو آپ مبارک باد دیں گے نہ کہ ہمدردی کا اظہار کریں گے۔ اسکی ایک وجہ یہ بھی بنی ہے آج کے خطبے میں بیان کرنے کی کیونکہ چہ میگوئیاں ہورہی ہیں اور یہ بات اگرچہ میری طرف سے اعلان نہیں ہوا مگر پھیلتی چلی گئی ہے ﴿اگر یہ خوشخبری تھی تو بیشک بات پھیلتی جاتی اس میں خلیفہ صاحب کیلئے پریشانی کی کیا بات تھی۔ ناقل﴾ کہ اس بچی کو طلاق ہوگئی ہے اسکے نتیجے میں وہ دبے لفظوں میں ہمدردی کا اظہار کر رہے ہیں جو مجھے تکلیف دیتا ہے اور اس لیے تکلیف دیتا ہے کہ غلط ہمدردی ہے ﴿کسی خلیفہ کی بیٹی کی اگر unique رنگ میں شادی ہوئی ہو تو اگر وہ شادی چھ ماہ میں ٹوٹ جائے تو اس سانحہ کے نتیجہ میں احمدیوں کی خلیفہ صاحب کیلئے ہمدردی جائز بھی تھی اور ضروری بھی تھی۔ ناقل﴾

اور خطرہ یہ ہے کہ جلسے پر آنے والے بہت سے لوگ مرد، خصوصاً عورتیں میری اس بچی پر رحم کی نظر ڈالیں گی جس کی اس کو کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ﴿اگر کسی لڑکی کی شادی چھ ماہ میں ٹوٹ جائے تو مطلقہ کیلئے لوگوں کے دلوں میں ضرور ہمدردی پیدا ہوتی ہے اور یقیناً پیدا ہونی بھی چاہیے تھی۔ ناقل﴾ ان کی رحم کی نظریں بجائے فائدہ پہنچانے کے اس کو تکلیف دیں گی ﴿خلیفہ صاحب کے بقول اگر یہ خوشخبری تھی تو بچی کیلئے تکلیف والی کونسی بات تھی؟؟؟ ناقل﴾ اس لیے اپنے اس رحم کو سنبھال کر رکھیں اللہ کا رحم بہت کافی ہے ﴿اگر یہ اللہ تعالیٰ کا رحم تھا تو پھر خلیفہ صاحب احمدیوں کیساتھ لڑ بھڑ کیوں رہے تھے؟ خلیفہ صاحب کو دراصل علم تھا (جس سے اُنہوں نے احمدیوں کو لاعلم رکھا تھا) کہ یہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں سزا دی تھی؟؟؟ ناقل﴾ جو ہو چکا ہے اور اس پر ہم خدا تعالیٰ کے فضل سے پوری طرح راضی ہیں۔ ﴿اگر خلیفہ صاحب اللہ کے فضل اور اُسکی رضا کیساتھ راضی ہوتے تو وہ عطیۃ المجیب کے سلسلہ میں موعودز کی غلام مسیح الزماں کی طرف سے پیغام موصول ہونے کے بعد اپنی بیٹی کے پہلے سے مجوزہ رشتہ کو کبھی عملی جامہ نہ پہناتے۔ ناقل﴾

اب اس وضاحت کے بعد میں آپکے سامنے یہ بات کھولتا ہوں کہ اس سے پہلے میری جتنی بچیوں کی بھی شادیاں ہوئی ہیں آپ اس وقت اگر دیکھیں جو میرے پاس موجود ہیں تو آپ حیران ہوں گے کہ میں نے بہت ہنستے کھیلتے ہوئے خوشی سے ان کو رخصت کیا تھا، کوئی غم کا اثر نہیں تھا۔ اس شادی کی جو تصویریں دنیا میں پھیلی ہیں اُس میں جماعت نے اُس

وقت بھی محسوس کیا اور بعد میں بھی مجھے لکھتے رہے لیکن ان کیلئے یہ بات معمہ بنی رہی کہ ﴿احمدیوں کیلئے یہ بات اس لیے معمہ بنی رہی کیونکہ خلیفہ صاحب نے اپنی بیٹی سے متعلقہ ہر بات کو خفیہ رکھا ہوا تھا۔ ناقل﴾ کیوں ایسا ہوا کہ میں نے اس موقع پر بہت ہی دردناک صورت اختیار کیے رکھی، اتنی کہ اپنے غم کو برداشت کرنا اور سنبھالنا بعض دفعہ میرے قابو میں نہیں رہتا تھا اس لیے میں کوشش کررہا تھا کہ زیادہ بات بھی نہ کروں تا کہ دل کا غم پھوٹ نہ پڑے۔ ﴿خلیفہ صاحب کی ایسی حالت اس لیے تھی کیونکہ اُنہیں اپنی بیٹی کے سلسلہ میں موعودزکی غلام مسیح الزماں کا پیغام ملا ہوا تھا اور وہ اس پیغام کو نہ صرف قبول کرنے کیلئے تیار نہیں تھے بلکہ اُنہوں نے اس پیغام کو چھپایا ہوا بھی تھا۔ ناقل﴾

اس کو رخصت کرنے میں غم کیا تھا؟ غم اس بات کا تھا کہ شروع سے جب سے یہ رشتہ تجویز ہوا تھا ایک لمحہ کیلئے بھی مجھے اس رشتے کی کامیابی پر یقین نہیں تھا بلکہ برعکس یقین تھا کہ ناممکن ہے کہ یہ رشتہ کامیاب ہو۔ ﴿غم یہ تھا یا خلیفہ صاحب کو یہ فکر لگی ہوئی تھی کہ مدعی موعودزکی غلام مسیح الزماں (مصلح موعود) کے دلائل اتنے مضبوط اور قاطع ہیں کہ اُنہیں اُس کا دعویٰ سچا معلوم ہورہا تھا اور اب چونکہ مدعی نے عطیۃ المجیب کے سلسلہ میں بھی خلیفہ صاحب کو پیغام بھیج دیا تھا لہٰذا خلیفہ صاحب کو اس بات کا غم اور دھڑ کا لگا ہوا تھا کہ کہیں میری بیٹی کی شادی ناکام نہ ہوجائے اور اس صورت میں مدعی غلام مسیح الزماں یقینی طور پر سچا ہوجائے گا لیکن وہ نہیں چاہتے تھے کہ وہ سچا ثابت ہو۔ ناقل﴾ وہ وجوہات جن کی وجہ سے مجھے یقین تھا ان میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ ایسی رؤیا تھیں، بعض کشوف بھی تھے جن سے مجھے یقین ہوچکا تھا کہ یہ رشتہ مناسب ہے ہی نہیں۔ ﴿یہ یاد رہے کہ جان بوجھ کر اور جانتے بوجھتے ہوئے کوئی زہر نہیں کھایا کرتا اور نہ ہی آگ میں چھلانگ لگاتا ہے۔ تو پھر خلیفہ صاحب نے اپنی خوابوں اور کشوف کے برخلاف بیٹی کا رشتہ کرکے یہ زہر کیسے اور کیوں کھالیا۔ ناقل﴾ پھر یہ رشتہ کیوں کیا گیا یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ یہ اس لیے کیا گیا کہ اس بچی پر تمام دنیا سے جس خاندان میں یہ رشتہ ہوا ہے ان لوگوں نے براہِ راست اثرات ڈالے اور اتنا زیادہ اس کو یقین دلایا کہ تمہارے لیے یہی ایک موقع ہے جو اس رشتے کے نتیجے میں تم خاندان میں آسکتی ہو ورنہ تمہیں خاندان کا کوئی رشتہ نصیب نہیں ہوسکتا۔ ﴿اب سوال یہ ہے کہ اگر خلیفہ صاحب کو اتنا ہی حق الیقین تھا کہ میری بیٹی کا رشتہ کامیاب نہیں ہوگا تو اُنہوں نے پھر یہ رشتہ کرکے اپنی بیٹی کو خراب کیوں کیا؟ اور دوسری بات یہ بھی بالکل غلط ہے کہ ایک خلیفہ کی خوبصورت بیٹی کو خاندان مسیح موعود میں رشتہ کے سلسلہ میں کوئی روکاوٹ پیش آسکتی تھی؟؟ ناقل﴾

اب اس بچی کے دل میں یہ طبعی خواہش تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان میں ہی میں بیاہی جاؤں۔ اور یہ جو دباؤ تھے اسکی وجہ سے ایک لمبا عرصہ سخت کربّ میں مبتلا رہی۔ آدھی آدھی رات کو مجھے اُٹھ کے جگاتی تھی کہ میں کیا کروں مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی۔ خواب میں بھی اللہ تعالیٰ نے تنبیہ کی تھی لیکن اس کے باوجود سمجھتی تھی کہ جو کچھ میرے سامنے بیان کیا جارہا ہے گویا میرا مستقبل اب یہی ہے، میں کسی اور جگہ اب جا نہیں سکتی ﴿اگر خلیفہ صاحب اپنی بیٹی کو اصل حقیقت بتادیتے تو بیٹی کو معلوم ہوجاتا کہ اللہ تعالیٰ نے اُسکی تقدیر میں کیا لکھا ہوا ہے؟ ناقل﴾ اور اتنا زیادہ یقین دلایا گیا کہ ہم سب اس بات کے ضامن ہیں کہ تم خوش رہوگی، اپنا گھر بنا کے رکھوگی، گھر میں راج کروگی کہ ان باتوں نے اس کو بہت زیادہ اس رشتے کی طرف مائل کردیا۔ اور میرے لیے ایک روک تھی باوجود اسکے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے دل پر قطعیت کیساتھ یہ بات گاڑ دی گئی تھی پہلے دن سے ہی کہ یہ رشتہ ہرگز اس بچی کیلئے مناسب نہیں ہے ﴿کوئی بھی سمجھدار اور ہمدرد باپ اپنی اولاد کیلئے نامناسب رشتے کرکے اُنہیں خراب نہیں کیا کرتا۔ لیکن عطیۃ المجیب کا باپ تو خلیفہ باپ تھا تو پھر اُس نے اپنی بیٹی کا نامناسب جگہ رشتہ کرکے اپنی بیٹی کو خواہ مخواہ خراب کیوں کیا۔ ناقل﴾ پھر بھی میں کیوں آخر مانا۔ یہ غلطی تھی۔ اور اس غلطی کا خمیازہ بھگتنا پڑا اور یہی غلطی تھی جس کے نتیجے میں پھر وہ دعائیں قبول نہیں ہوئیں جن کو بظاہر قبول ہونا چاہیے تھا۔ ﴿یہ دعائیں اس لیے قبول نہیں ہوئیں تھیں کیونکہ مدعی موعودزکی غلام مسیح الزماں نے اُنہیں اُنکی بیٹی کے سلسلہ میں سب کچھ بتا دیا تھا لیکن خلیفہ صاحب اِلٰہی رضا کو پس پشت ڈالتے ہوئے اپنی ضد پر اڑے رہے اور پھر اسکا نتیجہ اُنہوں نے خود بھی دیکھ لیا اور بیٹی کو بھی دکھا دیا۔ ناقل﴾

جب اللہ تعالیٰ خود خبر دے چکا ہو کہ یہ مناسب نہیں ہے ہرگز نہ کرو اور طبعی طور پر دل میں بھی مسلسل تردّد ہو اسکے بعد میرا اس کو اُس گھر میں رخصت کرنا ایک بنیادی غلطی تھی جس کی طبعی سزا خدا تعالیٰ کی طرف سے ملنی تھی۔ ﴿خلیفہ صاحب کو اُنکی غلطی کی سزا ملی تھی لیکن خلیفہ صاحب بیچارے احمدیوں کو جھاڑیں پلا رہے تھے اور اُن سے ناراض ہورہے تھے ایسا کیوں؟؟؟ ناقل﴾ اور وہ جو دعائیں قبول نہیں ہوئیں انکی بنیادی یہ وجہ ہے کہ اللہ کی تقدیر میں مناسب ہی نہیں تھا تو غیر مناسب دعائیں کیسے قبول کرتا۔ اب یہ مسئلہ بھی آپ لوگ خوب اچھی طرح سمجھ لیں کہ بعض دعائیں اس لیے نہیں قبول ہوتیں کہ اللہ کے نزدیک ان کا قبول ہونا مناسب نہیں ہوتا خواہ کتنے درد اور گریہ وزاری سے آپ دعائیں کریں وہ کوڑی کا بھی اثر نہیں دکھائیں گی۔ ﴿خلیفہ صاحب کو اپنی بیٹی سے متعلق سارے حقائق افراد جماعت کو بتا دینے چاہیں تھے جن کی وجہ سے اُنکی دعائیں قبول نہیں ہوئی تھیں لیکن خدا کے بنائے ہوئے اس خلیفہ نے پھر بھی احمدیوں کو دھوکہ میں رکھا اور اُنہیں اپنی بیٹی سے متعلق اصل حقیقت سے آگاہ نہ فرمایا۔ ناقل﴾ اگر اللہ آپکا ہمدرد ہے تو فیصلہ وہی فرمائے گا جو آپ کیلئے بہتر ہوگا۔ ﴿عطیۃ المجیب کی طلاق کا فیصلہ تو اللہ تعالیٰ نے موعودزکی غلام مسیح الزماں (مصلح موعود) کے حق میں ظاہر فرمایا نہ کہ خلیفہ صاحب کے حق میں کیونکہ خلیفہ صاحب کو تو اُمید لگی ہوئی تھی اور اسی واسطے اُنہوں نے اپنی بیٹی کا رشتہ کیا تھا کہ یہ رشتہ کامیاب ہوجائے۔ ناقل﴾

تو یہ سارا جھگڑا تھا جس کا کھولنا جماعت پر ضروری تھا ﴿خلیفہ صاحب نے اصل جھگڑا تو پھر بھی نہ کھولا۔ناقل﴾ ورنہ اس وقت کی آپ ویڈیو دیکھیں جو کئیوں کے پاس محفوظ ہونگی تو ایک عجیب سا نظارہ دکھائی دے رہا ہے۔ساری دنیا مجھے اس وقت لکھ رہی تھی کہ یہ شادی Unique ہے یعنی جب سے دنیا بنی ہے جب تک دنیا رہے گی ایسی شادی دوبارہ نہیں ہو سکتی اور اس بات میں Unique کہنے میں انکی وجہ یہ تھی کہ جس درد کیساتھ ، دعاؤں کیساتھ اور نغمات کیساتھ میں نے اس کو رخصت کیا اس نے ایک عجیب سماں بنا دیا تھا۔﴿اگر موعود زکی غلام مسیح الزماں کا دعویٰ اور اُس کا عطیۃ المجیب کے سلسلہ میں پیغام غلط ہوتا تو یہ unique شادی کبھی نہ ٹوٹتی لیکن اس unique شادی کا ٹوٹنا اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ مدعی زکی غلام مسیح الزماں (مصلح موعود) کا دعویٰ بھی سچا تھا اور خلیفہ صاحب کی بیٹی کے سلسلہ میں اُس کا پیغام بھی سچا تھا۔ناقل﴾ ایسا سماں بنا دیا تھا جس سے جماعت بے انتہا متأثر تھی لیکن حقیقت حال نہیں جانتی تھی۔﴿جب خلیفہ صاحب نے افراد جماعت کو حقیقت حال بتائی ہی نہیں تھی تو اُنہیں حقیقت حال کا کس طرح پتہ چل سکتا تھا۔ناقل﴾ وہ سمجھ رہے تھے میں اس لیے رو رہا ہوں ، اس لیے میرا دل قابو سے نکلا جا رہا ہے کہ میری بچی رخصت ہو رہی ہے اور دوسرے ملک میں جا رہی ہے۔ایک ذرہ بھی اس کا سچ نہیں ہے۔ جہاں مرضی جاتی اگر خدا کی طرف سے مجھے یقین ہوتا کہ یہ رشتہ اچھا ہے تو ناممکن تھا کہ میں اس کربّ و بلا کا اظہار کرتا جو مجھ سے ہوا۔﴿امر واقع یہ ہے کہ یہ کربّ و بلا کا اظہار اس لیے نہیں ہو رہا تھا کہ اُنکی بیٹی بیاہی جا رہی تھی بلکہ اسلئے ہو رہا تھا کہ کہیں یہ رشتہ ٹوٹ کر مدعی زکی غلام مسیح الزماں کو سچا نہ بنا دے اور مجھے اُس کا پیغام قبول کرنا نہ پڑ جائے۔ناقل﴾

پس ان نغمات نے جو تأثر پیدا کیا اسکی وجہ سے سب دنیا سے خط آ رہے تھے اور جب یہ بھنک سی پھیلی ہے پھر اس کا ذکر بند ہو گیا۔﴿ذکر اس لیے بند ہوا کیونکہ خلیفہ صاحب نے جبراً لوگوں کے منہ بند کر دیئے تھے۔ناقل﴾ مگر وہ ویڈیوز لوگوں کے پاس محفوظ ہیں۔ بڑا عجیب نظارہ ہے، بچیاں خوشی سے گیت گا رہی ہیں اور ان گیتوں سے خوش ہونے کی بجائے میں اور رنجیدہ ہوتا چلا جا رہا ہوں اور پھر خصوصیت سے جو میرا دعائیہ کلام تھا اس نے لوگوں پر بہت اثر کیا۔اس دعائیہ کلام میں میں نے دعا دی کہ تم اس گھر میں راج کرتی تھی اس گھر میں بھی راج کرو، انکی بھی رانی بنی رہو جیسے اس گھر کی رانی تھی۔﴿خلیفہ صاحب کو اپنی بیٹی سے متعلق ساری حقیقت کا علم تھا لیکن اس کے باوجود ایک غیر مناسب جگہ پر رشتہ کر کے اُس غیر مناسب گھر میں اپنی بچی کے راج کرنے کے وہ خواب دیکھ رہے تھے۔اگر موعود زکی غلام سچا تھا تو خلیفہ صاحب کی بیٹی غیر مناسب جگہ جا کر راج کیسے کر سکتی تھی؟ اور ہاں اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق وہ موعود زکی غلام مسیح الزماں کے گھر جا کر ہی راج کر سکتی تھی؟ یہ بات خلیفہ صاحب کو سمجھ نہ آئی۔ناقل﴾ میں نے اس میں کہا،"اے آصفہ کی جان خدا حافظ و ناصر"۔تو اس کی میں نے مرحوم ماں کا حوالہ دے کر سوچا کہ شاید اس طرح اللہ تعالیٰ رحم فرما دے لیکن یہ کوئی حوالے کام نہیں آئے، نہ آنے چاہیے تھے کیونکہ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے خدا کے نزدیک یہ غلط بات ہو رہی تھی ﴿اور خلیفہ صاحب کو اس غلط بات کا بخوبی علم تھا۔ناقل﴾ اس لیے جو مرضی میں حوالے دیتا، جتنی دردناک نظمیں لکھتا ان کا کوڑی کا بھی اثر نہیں پڑنا تھا۔تو وہ نظم اپنی جگہ آپ بے شک سنیں لیکن اس نتیجے کو یاد رکھیں کہ اس نظم میں جن اُمیدوں کا اظہار کیا گیا تھا وہ کسی بات پر مبنی نہیں تھیں اس لیے نہیں پورا ہونا تھا۔اسلئے پہلے دن سے لے کر آخر تک، حیرت انگیز بات ہے رُخصت کے وقت تک میں اس خاندان کی منتیں کرتا رہا کہ خدا کیلئے اس بچی کو نہ مانگو۔کیونکہ میرے دل میں اللہ تعالیٰ نے یقین ڈال دیا ہے کہ یہ رشتہ کامیاب نہیں ہو سکتا۔فائلیں بھری پڑی ہیں میرے پاس۔سب سے پہلے جب (رشتہ) تجویز ہوا تو میں نے منت کی کہ خدا کیلئے اس بچی کو نہ لے کے جاؤ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ یہ کامیاب نہیں ہو سکتا۔ناممکن ہے کہ یہ کامیاب ہو تو کیوں اس بچی کو خراب کرتے ہو۔﴿اپنی بیٹی کو خلیفہ صاحب نے خود خراب کیا نہ کہ اُن لوگوں نے جن کے گھر میں خلیفہ صاحب نے اپنی بیٹی کو بھیجا تھا۔ناقل﴾ وہ یہی اصرار کرتے رہے بلکہ مجھ پر جو دباؤ ڈالا جا رہا تھا وہ خط و کتابت کے ذریعے صرف پاکستان سے نہیں بلکہ دنیا بھر میں انکے جتنے رشتہ دار ہیں وہ سارے مسلسل مجھے آخر وقت تک یقین دلانے کی کوشش کرتے رہے۔کیوں کر رہے تھے۔﴿خلیفہ صاحب کے رشتہ دار خلیفہ صاحب کی بیٹی کا رشتہ اس لیے مانگ رہے تھے کیونکہ اُنہیں عطیۃ المجیب سے متعلق حقیقت حال کا علم نہیں تھا لیکن جناب خلیفہ صاحب کو تو علم تھا اور وہ اُنہیں رشتہ سے انکار بھی کر سکتے تھے۔ناقل﴾ ظاہر بات ہے کہ ان کو پتہ تھا کہ میں ہرگز اس کا قائل نہیں ہوں اور ادھر بچی پر یہ اثر ڈالا جا رہا تھا۔یہ وجوہات تھیں کہ جس کی وجہ سے مجھے دعاؤں کیساتھ اس کو رخصت کرنے کی توفیق بھی ملی لیکن یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جب اللہ تعالیٰ ظاہر فرما چکا ہو تو ہرگز اسکے خلاف کوئی اقدام نہیں کرنا چاہیے۔اگر کرو گے تو اسکی سزا پاؤ گے۔﴿اب افراد جماعت کو علم ہو گیا ہو گا کہ یہ سزا خلیفہ رابع صاحب کو کیوں ملی تھی اور ساتھ ہی خلیفہ اور عقلمند باپ نے اپنی معصوم اور بے گناہ بیٹی کو بھی یہ سزا دلوائی؟؟؟ ناقل﴾

اس پس منظر میں اس بچی کا خیر و عافیت سے واپس گھر آ جانا یہ خوشخبری ہے یا بدخبر ہے؟﴿افراد جماعت خود اندازہ کریں کہ جناب خلیفہ صاحب کس طرح لوگوں کو بیوقوف بنا رہے ہیں اور اصل حقیقت اور اپنی شرمندگی سے احمدیوں کی توجہ کس طرح ہٹا رہے ہیں؟ ناقل﴾ اور اللہ تعالیٰ کا ایسا انتظام کرنا کہ اس کو کسی ایسے بندھن میں نہیں باندھ دیا مثلاً بچہ بھی ہو سکتا تھا جس کے نتیجہ میں اسکی باقی زندگی بے کار گزرتی۔تو یہ محض اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔وہ دعائیں جو تھیں ان کو اس رنگ میں اللہ نے قبول فرما لیا کہ اسکے بد اثرات سے بچی کو بھی محفوظ رکھا اور مجھے بھی محفوظ رکھا حالانکہ یہ میری غلطی تھی۔﴿واضح رہے کہ خلیفہ صاحب نے یہ غلطی جانتے بوجھتے ہوئے کی تھی۔ناقل﴾ تو اب آپ لوگ بے شک پرانی کیسٹ دیکھ لیں تب آپ کو سمجھ آئے گی کہ وہ ہو کیا رہا تھا۔ان دعاؤں میں عاجزی تو تھی مگر جان نہیں تھی۔ہو کیسے سکتی تھی؟ میں نے بہت اونچی اونچی توقعات کے اظہار کیے۔﴿حیرانگی اس

بات کی ہے کہ خلیفہ صاحب سب کچھ جانتے بوجھتے ہوئے ایسی توقعات لگا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ناقل﴾ میں یہ نہیں کہتا کہ وہ سارے ان توقعات کو پورا کرنے میں عمداً ناکام رہے۔ نیتوں کا حال اللہ جانتا ہے مگر مجھے اتنا پتہ ہے کہ اس ماں نے جس نے یہ رشتہ مانگا تھا، اس خالہ نے جس نے لمبے لمبے خط لکھے اور یقین دلایا کہ آپ بالکل بے فکر ہو جائیں یہ اپنا گھر ہوگا اس کا، اس پر راج کرے گی۔ان باتوں کا یقین کر لینا میری کمزوری تھی، یقین دلانے والوں کی نیت پہ میں حملہ نہیں کرتا۔

اس لیے جماعت کو یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ ان سے بے شک عام تعلقات میں اسی طرح سلوک کریں جیسے پہلے ہوا کرتے تھے کیونکہ اگر یہ جرم قرار دیا جائے جس کے نتیجہ میں ان کو سزا ملنی چاہیے اور جماعت کو ان سے رُخ پھیرنا چاہیے تو اس کا مطلب ہے کہ نیتوں پر حملہ ہے۔اس لیے نیتوں پر میں کوئی حملہ نہیں کر رہا۔﴿خلیفہ صاحب کے اس نرم رویہ کی اصل وجہ یہ تھی کہ وہ ابھی خود نہیں جانتے تھے کہ آئندہ میری بیٹی کے متعلق اللہ تعالیٰ کی کیا تقدیر ظاہر ہونے والی ہے۔اگر اُنہیں موعودز کی غلام کی طرف سے خطرہ نہ ہوتا تو وہ اپنے مغلئی مزاج کے مطابق طلاق دینے والے رشتہ داروں کی خوب خبر لیتے؟ ناقل﴾ اللہ بہتر جانتا ہے۔نیتوں کا حال اسی پر روشن ہے اور وہ اگر چاہے تو بدنیتوں کے باوجود معاف فرما سکتا ہے۔اس لیے میری التجا تو یہی ہے اور یہی جماعت سے بھی میری درخواست ہے کہ ان لوگوں کیلئے بھی مغفرت ہی کی دعا کریں۔ابھی جو مضمون گزرا ہے وہ مغفرت ہی کا تو مضمون تھا۔تو اگر وہ مضمون ہم سمجھ نہ سکیں اور اپنے معاملات میں اس کا اطلاق نہ کریں تو پھر اللہ تعالیٰ سے بہتر مغفرت کی توقع بھی نہیں رکھ سکتے۔اس لیے جہاں تک ہو سکے اپنے جذبات پر قابو رکھیں اور مغفرت کا سلوک کریں۔

اور آنے والے جتنے بھی جلسے پر ہیں اب وہ اسکے بعد، اس نصیحت کو خاص طور پر پیش نظر رکھیں کہ ہرگز ایسی چہ میگوئیاں نہ کریں جن کے نتیجہ میں جگہ جگہ جواب دینے پڑ رہے ہوں۔ ﴿خلیفہ صاحب بخوبی جانتے تھے جو میری بیٹی کیساتھ ہوا ہے وہ کوئی خوشخبری نہیں ہے بلکہ ایک سانحہ تھا جو اُنکی توقع کے برخلاف ہوا تھا تبھی اتنے زیادہ غمزدہ تھے اور لوگوں کو اس سانحہ سے لاتعلق رہنے کیلئے ڈانٹ ڈپٹ کر رہے تھے۔ناقل﴾

میں ابھی سے بات کھول رہا ہوں اور عورتوں کی جو عادت ہے اس سے میں ڈر رہا ہوں۔عورتوں میں یہ بری عادت ہے کہ ہائے بیچاری وہ دیکھو طوبیٰ بیٹھی ہوئی ہے، ہائے اس بے چاری کی شادی کامیاب نہیں ہوئی۔نہیں ہوئی تو بے چاری کیا اللہ کا فضل ہے جو نہیں ہوئی۔﴿خلیفہ صاحب کی تو یہ خواہش تھی کہ یہ شادی کامیاب ہو جاتی لیکن جب اللہ تعالیٰ نے اس رشتے کو ناکام کر کے توڑ دیا تو پھر اسے اللہ کا فضل قرار دے رہے ہیں۔۔۔ جو چاہے آپکا حسن کرشمہ ساز کرے۔ناقل﴾ کیونکہ ہو سکتی نہیں تھی اور تمہارے رحم کی نہ صرف یہ کہ ضرورت نہیں بلکہ اس سے اس بچی کو تکلیف پہنچے گی۔﴿اگر خلیفہ صاحب کو اپنی بچی کا اتنا خیال تھا تو پھر اُنہوں نے اپنی بیٹی کا غلط جگہ پر رشتہ کر کے یہ غلط کام کیوں کیا؟؟ ناقل﴾ جب بھی کسی نظر کو دیکھے گی کہ وہ یوں دیکھ رہی ہے اوہو یہ تو وہی ہے تو اتنا اس کا دل گھبرائے گا۔تو اگر آپ واقعتاً مجھ سے محبت رکھتے ہیں اور اس بچی سے پیار رکھتے ہیں تو اس بات کو ایسے دل سے نکال دیں جیسے کوئی واقعہ ہی نہیں گزرا۔﴿خلیفہ صاحب جس موعودز کی غلام مسیح الزماں کے سچے دعویٰ کو شیطانی وساوس اور پیغامیوں والا فتنہ قرار دے رہے تھے وہ بھی تو آخر کسی ماں اور باپ کا بیٹا تھا؟ اس صادق اور موعودز کی غلام مسیح الزماں کو جھوٹے طور پر دبانے اور دھونس جمانے کا خلیفہ صاحب کو حق کس نے دیا تھا؟ ناقل﴾ اس کو آزادی سے جلسہ منانے دیں، کھیلنے کودنے دیں، جہاں چاہے جائے، جہاں چاہے پھرے جماعتی نظام کے تابع، اور اس کو اس طرح نظر انداز کر دیں جیسے کوئی واقعہ ہے ہی نہیں۔بالکل تعجب کی کوئی نگاہ بھی اس پہ نہ ڈالیں اس سے بڑا احسان آپ لوگ نہیں کر سکتے۔

تو یہ وجہ بھی تھی کہ میں نے سوچا تھا کہ جلسے سے پہلے یہ جماعت پر خوب واضح کر دوں ﴿قارئین کرام کو یاد رہے کہ اپنی بیٹی کی طلاق کی اصل وجہ تو خلیفہ صاحب نے پھر بھی اپنے خطبہ جمعہ میں نہیں بتائی تھی۔اصل وجہ تو یہ تھی جس کا اب خاکسار ذکر کر رہا ہے۔ناقل﴾ کیونکہ اب وہ دن آ رہے ہیں جن میں لوگوں نے جگہ جگہ سے آنا ہے، طرح طرح کی عورتیں آئیں گی جو اپنی عادات سے مجبور ہیں۔﴿خلیفہ صاحب کو چاہیے تو یہ تھا کہ وہ اصل معاملے کی طرف توجہ دیتے لیکن وہ اپنی غلطی کو درست کرنے کی بجائے احمدی مظلوم عورتوں پر اپنا غصہ نکال رہے تھے۔ناقل﴾ تو ان کو میں کہہ رہا ہوں اس عادت کا قلع قمع کریں۔یہ ویسے بھی اچھی عادت نہیں ہے۔ہمارے ملک کی عورتوں میں گندی عادت ہے کہ کسی کو کوئی بیماری لاحق ہو تو اس کو بھی اتنا بڑھا چڑھا کر دیکھتی اور بیان کرتی ہیں کہ وہ اگر بیمار نہیں بھی تھا تو ان کی بار بار کی تجویز سے کہ یہ بیماری ہو گئی ہو گی، بعض دفعہ بیماری بن بھی جاتی ہے کیونکہ ہپناٹک (Hypnotic) اثر ہوتا ہے جس کو ہپناٹزم کہا جاتا ہے۔تو عورتوں میں یہ بیماری عام ہے۔یہ صرف اس شادی کی بات نہیں ہے، ہر معاملے میں بے وجہ دخل دیتی ہیں اور سقراط حکیم بن جاتی ہیں۔مشورے بھی بیشمار جو غلط اور بیماری کا سمجھنا بھی غلط اور غلط سمجھنے کی وجہ سے جب وہ بار بار اسی کا ذکر کرتی ہیں تو ایسے لوگ جو فطرتی طور پر نسبتاً کمزور ہوں ان پر ان کا اثر پڑ جاتا ہے۔چنانچہ میرے تجربے میں ہے اور ہومیو پیتھک کتابوں میں بھی ہمارے بکثرت یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ Suggestion کو اگر repeat کیا جائے، بار بار ایک بات کو اصرار کیساتھ کہا جائے تو انسانی فطرت اس سے متأثر ہو کر اپنے دفاع کی طاقت کھو دیتی ہے اور واقعتاً بہت گہری بیماریاں اسکے نتیجے میں پیدا ہو جاتی ہیں۔

تو یہ جو میں اس وقت جماعت کو سمجھا رہا ہوں عورتوں کو خصوصیت کیساتھ، اس معاملے کا صرف اس بچی سے تعلق نہیں ایک ایسی عادت سے تعلق ہے جس کا دنیا کو بہت نقصان پہنچ چکا

ہے اور آئندہ بھی اگر عورتوں نے اپنی اصلاح نہ کی تو یہ نقصان پہنچے گا۔ تو اسی بہانے خدا تعالیٰ نے مجھے اس نصیحت کی بھی توفیق فرما دی ہے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ احمدی خواتین جس جگہ کی بھی ہیں وہ اپنے دل کو اور اپنی نظروں کو سنبھال کر رکھیں گی ﴿غلطی خلیفہ صاحب کی اپنی تھی جس کو وہ اس خطبہ جمعہ میں بھی افراد جماعت سے چھپا رہے تھے لیکن دل اور نظروں کو سنبھال کر رکھنے کا حکم جاری کر رہے تھے احمدی مظلوم خواتین کیلئے۔ ناقل﴾ بے ضرورت لوگوں کے معاملے میں دخل اندازی نہیں کریں گی۔ خواہ کتنا ہی دل میں جوش اُٹھے وہ اپنے جوش کو دبا کے رکھیں گی۔ اپنی فکر کریں، اپنے بچوں کی فکر کریں، اپنے میاں کی فکر کریں، اپنے عزیزوں کی فکر کریں ﴿امید ہے احمدی خواتین کو اِن خدا کے بنائے ہوئے خلیفوں کی اصل حقیقت کا پتہ چل گیا ہوگا کیونکہ اِنکے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور ہیں۔ ناقل﴾ وہ آپکا حق ہے اور وہ بھی ضرورت سے زیادہ نہ کریں کیونکہ وہاں بھی اگر آپ نے ضرورت سے زیادہ فکر کیا تو اس کا نقصان پہنچے گا۔

بعض ماؤں نے اپنے بچوں کو اس وجہ سے نقصان پہنچایا ہے کہ انکی ہمدردی کی وجہ سے انکی بیماریوں کو بہت بڑھا چڑھا کر سمجھا اور اس بچے پر گویا یہ ظاہر کیا کہ تم اتنے بیمار ہو۔ جب مجھے علم ہوا اور میں نے سختی سے اس بات سے روکا تو آپ حیران ہونگے کہ وہ بچے بالکل ٹھیک ٹھاک ہو گئے، بداثر سے باہر نکل آئے۔ تو جو باتیں میں عرض کر رہا ہوں ذاتی تجربے کی بناء پر یقین کی وجہ سے عرض کر رہا ہوں۔ اور اسکے بعد میں اس خطبے کو ختم کرتا ہوں یہ امید رکھتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو میری نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اب آپ کو یہ بات سمجھ آ جائے گی کہ کیوں ایک ذاتی مسئلے کو میں نے خطبے کا موضوع بنالیا۔ ﴿واضح رہے کہ خلیفہ صاحب نے ذاتی مسئلے کی حقیقت کا تو احمدیوں کو بتایا ہی نہیں اور وہ اسے بتانا بھی نہیں چاہتے تھے۔ ناقل﴾۔ خطبہ ثانیہ کے بعد حضور انور نے مزید فرمایا۔

مجھے بھی آپ اپنی ہمدردیوں سے محفوظ رکھیں۔ نہ مجھے کسی خط کی ضرورت ہے اس موضوع پر، نہ ملاقات کے دوران اس طرح دیکھیں یا ایسے لفظوں میں ذکر کریں گویا آپ کو بہت صدمہ پہنچا ہے اور بہت میری ہمدردی کر رہے ہیں۔ ﴿قارئین کرام ملاحظہ فرمائیں کہ اپنی بے بسی کی حالت میں بھی خلیفہ صاحب میں کتنی رعونت اور تکبر ہے؟ ناقل﴾ یہ ہمدردیاں میرے لیے اذیت کا موجب ہونگی ﴿احمدیوں اور بطور خاص احمدی خواتین کو اب خلیفہ صاحب کی پریشانی کا علم ہو گیا ہوگا کہ وہ کیوں اور کس وجہ سے اتنے پریشان اور آپے سے باہر ہو رہے تھے۔ ناقل﴾ بلکہ میں حیرت سے دیکھوں گا کہ آپ کو اتنی بھی عقل سمجھ نہیں ہے کہ ان باتوں کو ختم کر دینا چاہیے۔ اسلئے اگر ملاقات کے دوران بھی کسی شخص نے اس بات کو چھیڑنے کی کوشش کی بعض لوگوں کا شوق ہوتا ہے یہ دکھانے کا کہ ہم آپکے زیادہ ہمدرد ہیں، تو اسی وقت میں ملاقات ختم کر دوں گا۔ اگلی بات کہنے کی بھی اجازت نہیں دوں گا۔ ﴿خدا کے بنائے ہوئے خلیفوں کے ایسے رویے ہرگز نہیں ہوا کرتے۔ ایسے طرز عمل کی توقع دمشقی بلا سے ہی ہو سکتی ہے۔ ناقل﴾ اسلئے اس آخری تنبیہ جو بہت ضروری تھی جو میں خطبے میں بھول گیا تھا اب میں آپکے سامنے کہہ رہا ہوں اور امید ہے کہ اسکے بعد اس قصے کو آپ کلیۃً ختم اور کالعدم سمجھیں گے۔ جزاکم اللہ۔ السلام علیکم۔

☆☆☆☆☆☆

خطبہ جمعہ

اپنی نئی نسلوں کی فکر کرو اور جوان میں سے کمانے والے ہیں ان پر لازم کردو کہ وہ ضرور پہلے چندہ ادا کریں

اللہ کا حق اس منافع میں سے نکالنا چاہئے جو تجارتی منافع ہو

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۱۰؍ جولائی ۱۹۹۸ء بمطابق ۱۰؍ وفا ۱۳۷۷ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کررہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا قُوْآ اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَاراً وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ . يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوْا الْيَوْمَ. اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ. (سورةالتَّحريم آيات ۷، ۸)

یہ وہ آیات کریمہ ہیں جن کی تلاوت میں نے امریکہ کے آخری خطبے میں بھی کی تھی اور ان آیات کے مضمون کے پیش نظر تمام ایسے متمول احمدیوں کو خصوصیت سے نصیحت کی تھی جو اپنے اموال سے اللہ کی نسبت زیادہ محبت کرتے ہیں اور اس کے نتیجے میں ان کے ہاتھوں سے ان کی اولادیں بھی نکلی چلی جارہی ہیں اور جو مال وہ جمع کرتے ہیں وہ ان کے کسی کام نہیں آئے گا۔ یہ ایک عمومی نصیحت تھی لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہاں کی جماعت کے اکثر لوگ اس میں ان معنوں میں مبتلا ہیں کہ جماعت کے چندوں پر کوئی بد اثر پڑتا ہے۔ کیونکہ یہ لوگ جو محروم ہیں ان کی ادائیگیاں ان لوگوں کے مقابل پر جو اللہ کی راہ میں ویسا ہی مال خرچ کرتے ہیں جیسا کہ خدا ان کو عطا فرماتا ہے وہ اتنی زیادہ ہیں کہ اگر ان کی ساری قربانیوں کو ایک طرف پھینک دیا جائے تو ایک فی صد بھی امریکہ کی جماعت کی آمد میں فرق نہیں پڑتا تھا بلکہ یہ بھی مبالغہ ہوگا ایک فیصد کہنا بھی۔ اس لئے ہرگز کوئی مالی ضرورت کا احساس نہیں تھا جس کے پیش نظر میں نے یہ خطبہ دیا۔ یہ احساس تھا کہ وہ لوگ جو بدنصیب ہیں وہ بچائے جاسکتے ہیں تو ان کو بچالیا جائے۔

اس ضمن میں ایک اور بات جو خاص طور پر قابل توجہ ہے جو امریکہ میں بیان نہیں کی مگر اب میں اس خطبے میں اسے بیان کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ قُوْآ اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَاراً میں یہ بھی ہدایت ہے کہ **اپنی نئی نسلوں کو بچالو اور شروع ہی سے ان کی فکر کرو اور جو ان میں سے کمانے والے ہیں ان پر لازم کردو کہ وہ ضرور پہلے چندہ ادا کریں باقی باتیں بعد میں دیکھیں۔** اگر یہ کرلیں تو بہت بڑی احمدی نسلیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیشہ کے لئے اس شر سے بچائی جاسکتی ہیں۔ امریکہ کے دورہ کے وقت بھی اور یہاں بھی ملاقات کے دوران میں نے محسوس کیا ہے کہ بہت سے احمدی بچے اور بچیاں جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھے عہدوں پر نئے نئے فائز ہوئے ہیں یا فائز ہونے کی توقع رکھتے ہیں ان کے والدین کو ان کی فکر نہیں کہ اس وقت یہ اصل وقت ہے کہ ان کو سمجھایا جائے کہ تمہارا مال تم پر حرام ہے جب تک پہلے خدا کا حصہ نہ نکالو۔ اور اس وقت ان کے لئے آسان ہے کیونکہ نوجوان نسلیں بوڑھی نسلوں کے مقابل پر نسبتاً اپنے مزاج میں نرمی رکھتی ہیں یعنی ان کے اندر لوچ پائی جاتی ہے اور وہ مال کی محبت میں ابھی ایسا مبتلا نہیں ہوتیں۔

وہ لوگ جنہوں نے عمریں گزاردیں مال کی محبت میں ان میں سے بہت سے ایسے ہیں جن کی اصلاح کا وقت گزر چکا ہے وہ اللہ کے حوالے، جو چاہے ان سے سلوک فرمائے لیکن نئی نسلوں کو سنبھالنا تو نسبتاً بہت آسان ہے۔ اور بعض ان میں سے جو مجھے ملے جن کو میں نے خود یہ نصیحت کی، فوری طور پر انہوں نے اثبات میں سر ہلایا اور کہا کہ لازماً ہم ایسا ہی کریں گے۔ ایسی مائیں بھی مجھے ملیں جن کو میں نے توجہ دلائی تو انہوں نے کہا کہ ہمارے دل میں یہی تمنا اٹھ رہی ہے اور اب ہم اپنے بچے کو لازماً اس بات کا پابند کریں گی کہ اگر تم میرے بچے ہو، جیسا ماؤں کا محاورہ ہے میرا دودھ بخشوانا چاہتے ہو، تو سب پہلے اللہ کا حصہ نکالو اور باقی چیزیں پھر جس طرح چاہو اللہ تعالیٰ توفیق دے تم اس کے مطابق خرچ کرو۔ اور بعض ماؤں نے کہا کہ ہم نے اپنے بچوں کو یہ کہنا ہے کہ جو کچھ تم کماؤ گے اگر اس میں سے خدا کا حصہ نہ نکالا تو میرا حصہ بھی نہ نکالنا، مجھ پر حرام ہے۔ جو تم کما کر خدا کے حصے میں سے بچاتے ہو وہ مجھ پر خرچ کرو یہ نہیں ہوسکتا، یہ ناممکن ہے۔

تو بہت سی خوشکن باتیں ایسی دیکھنے میں آئیں جن سے **میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری نئی ابھرتی ہوئی نسل کو سنبھالا جاسکتا ہے اور اگر یہ نسل سنبھل جائے تو مستقبل کی ہمیں کوئی فکر باقی نہیں رہے گی۔** قُوْآ اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَاراً ایک ان کے حق میں بہتا ہوا موجیں مارتا ہوا چشمہ ثابت ہوگا جس کا پانی اگلی صدیوں میں بڑے جوش و خروش کے ساتھ منتقل ہوتا چلا جائے گا اور بڑھتا چلا جائے گا۔ تو اس سے بہتر تحفہ ہم اگلی صدیوں کے لئے کیا پیش کرسکتے ہیں کہ ایسی نسلیں آگے بھیجیں جو خدا کا حق نکالنے میں سب سے پہلے ہوں، سب سے بالا ہوں اور پھر اللہ ان کو توفیق بخشے، اور جو لازماً بخشا کرتا ہے، کہ وہ تمام دوسرے چندوں میں بھی بہت زیادہ آگے سے بڑھ کر ہوں۔ جس کا اپنا یہ حال ہو یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ اپنی آئندہ نسلوں کو بھی اسی بات کی تربیت نہ دیں تو اس پہلو سے میں کہہ رہا ہوں کہ ایک موجیں مارتا ہوا دریا پھوٹ پڑے گا۔ قُوْآ اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَاراً یہ کہتا ہوا اور اگلی صدیوں کو سیراب کرے گا۔

تو میں امید رکھتا ہوں کہ جو لوگ میں امریکہ میں پیچھے چھوڑ آیا ہوں اور وہ سب اب جو میرے مخاطب ہیں تمام دنیا کے احمدی نوجوان وہ اس جھنڈے کو اپنے ہاتھ میں مضبوطی سے تھام لیں گے اور ان کو یہ سوچنا چاہئے کہ اس نیکی کا بہت لمبا اثر ہے۔ ایک نہ ختم ہونے والا فائدہ پہنچنے والا ہے اور آئندہ وقتوں میں جماعت کو اس کی بڑی شدید ضرورت پیش آنے والی ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ اگلے دس پندرہ سال کے اندر حالات ایسے پیدا ہو جائیں گے کہ ان نوجوانوں کی قربانیاں ساری جماعتی ضرورتوں کو سنبھال لیں گی۔ پس میں امید رکھتا ہوں کہ یہ نصیحت آپ کے لئے کافی ہوگی۔

ایک بات میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ جو تنبیہ میں نے کی تھی اس کا جماعت کے بہت سے مخلصین پر بہت اچھا اثر پڑا ہے۔ کئی ایسے مخلص جن کو خدا نے بہت اموال سے نوازا تھا اور اس معاملے میں غفلت کررہے تھے اس خطبے کے اثر سے انہوں نے مجھے یقین دلایا اور ایسے عزم صمیم کے ساتھ یقین دلایا کہ مجھے ایک ذرہ بھی شک نہیں کہ جو بات انہوں نے کہی اس پر پورا اتریں گے۔ انہوں نے کہا کہ جو کوتاہیاں ہم سے ماضی میں ہوگئیں ہم ان کو دفن کرتے ہیں اور اپنا معاملہ اللہ سے صاف رکھیں گے ان میں سے ایسے بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت کمانے والے تاجر ہیں اور تاجر کے لئے یہ مشکل ہے کہ اپنا حساب الگ رکھے کیونکہ نفس ان تاجروں کو دھوکہ دیتا ہے اور وہ صرف وہ خرچ اپنا سمجھتے ہیں جو تجارت میں سے نکال لیتے ہیں۔ مگر جن

صاحب کی میں بات کر رہا ہوں وہ اس پہلو سے مجھے یقین نہیں دلا رہے تھے، انہوں نے یہ یقین دلایا ہے کہ تجارت میں جتنا بھی فائدہ ہوگا اس فائدے میں سے سب سے پہلے اللہ کا حق نکالوں گا اور اس کے بعد جو بچتا ہے تو پھر خدا مجھے توفیق دے تو جس طرح چاہوں خرچ کروں۔ تو یہ فرق ہے۔ بہت نمایاں پیش نظر رکھنے والا فرق ہے کہ **اللہ کا حق اس منافع میں سے نکالنا چاہئے جو تجارتی منافع ہو۔ جو بقیہ ہے اس کو پھر تجارت میں خرچ کریں اور پھر دیکھیں کہ اللہ اس میں پہلے سے بہت زیادہ برکت ڈالے گا۔** یہ جو بدظنی ہے اللہ تعالیٰ پر یہ بڑا نقصان پہنچاتی ہے۔ لوگ ڈرتے ہیں کہ تجارت میں سے اگر ہم نے وہ خرچ جو ہم نکالتے ہیں اسی کو منافع نہ سمجھا تو ہماری تجارتیں ڈوب جائیں گی اور سچے منافع میں سے روپیہ نکالنے میں سمجھتے ہیں بڑا نقصان پہنچے گا حالانکہ نہ نکالنے کا نقصان ہے۔ اللہ تعالیٰ اتنا زیادہ عطا کرتا ہے کہ انسان اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اس لئے اس کی تفصیل میں جانے کی یہاں ضرورت نہیں۔ میں صرف اتنا بتا دینا چاہتا ہوں کہ اس نئے زاویے سے بھی اپنی تجارتوں کا جائزہ لیں اور دوسرے کمائیاں کرنے والوں پر بھی یہ بات صادق آنی چاہئے۔

ایسے لوگ جو اس تنبیہ پر واپس لوٹے ہیں ان سے میری محبت ایک بے اختیار چیز ہے۔ ناممکن ہے کہ میرا دل ان کی محبت میں نہ اچھلے جبکہ اللہ ان لوگوں کی محبت میں ایسی مثالیں دیتا ہے کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ایک حدیث ابوہریرہؓ سے مسلم کتاب التوبہ میں مروی ہے۔ اس مضمون کی اور بھی حدیثیں ہیں مگر میں نے یہ اس وقت چنی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے سے اس حسن ظن کے مطابق سلوک کرتا ہوں جو وہ میرے متعلق رکھتا ہے۔

تو پہلا جو میں نے ذکر کیا ہے ایسے لوگوں کا جو خدا پر بدظن ہیں اس کے مقابل پر رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں ان سے وہ سلوک کرتا ہوں جو مجھ سے ظن رکھتے ہیں اگر وہ بدظن ہیں تو ان سے بدسلوک ہونا چاہئے اور یہی مضمون ہے جو میں آپ پر کھول رہا ہوں۔ اگر خدا پر حسن ظن رکھتے ہیں تو حسن ظن رکھ کر دیکھیں تو سہی کہ اللہ تعالیٰ اس حسن ظن کے نتیجے میں ان سے کیا حسن سلوک فرماتا ہے۔ میں اپنے بندے سے اس کے حسن ظن کے مطابق سلوک کرتا ہوں جو وہ میرے متعلق رکھتا ہے۔ جہاں بھی وہ میرا ذکر کرتا ہے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ "خدا کی قسم" یہ رسول اللہ ﷺ کا فقرہ ہے "خدا کی قسم اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ پر اتنا خوش ہوتا ہے کہ اتنا خوش وہ شخص بھی نہیں ہوتا جسے جنگل بیابان میں اپنی گمشدہ اونٹنی مل جائے"۔ یہ ہے اللہ کی توقع آپ سے۔ اندازہ کریں کہ اللہ تعالیٰ اس طرح خوش ہوتا ہے جیسے وہ محتاج انسان جس کی اونٹنی اس سے کھو گئی ہو جنگل بیابان ہو اور کوئی سہارا نہ ہو اور وہ اسے مل جائے۔ اللہ کو کوئی احتیاج نہیں اس کے باوجود اپنے بندوں کی توبہ سے اور ان کے واپس آنے پر اتنا راضی ہوتا ہے۔ فرمایا جو شخص مجھ سے بالشت بھر قریب ہوتا ہے میں اس سے گز بھر قریب ہوتا ہوں۔ اگر وہ مجھ سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے تو میں دو ہاتھ قریب ہوتا ہوں اور جب وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر جاتا ہوں۔

کیا جماعت احمدیہ اپنے رب پر یہ حسن ظن نہ رکھے کہ خدا اس کی طرف دوڑتا ہوا چلا آئے۔ اور **آئندہ صدیاں یہی نظارہ دیکھنا چاہتی ہیں کہ جب خدا جماعت کی طرف دوڑتا ہوا چلا آرہا ہو، جب اللہ دوڑ کر آئے گا تو دنیا کی کیا مجال ہے کہ جماعت احمدیہ کو نظر انداز کر دے۔ جس طرف خدا دوڑتا ہوا جائے گا ساری کائنات اسی طرف دوڑے گی تمام دنیا کے دل اس طرف مائل کئے جائیں گے۔ ایک آندھی چل پڑے گی جماعت احمدیہ کے حق میں اور اس کی تائید میں کیونکہ آسمان سے اللہ کی توجہ اس طرف ہوگی۔** تو یہ ساری باتیں بظاہر چھوٹی چھوٹی پیسے کی باتیں تھیں جن سے بات شروع ہوئی تھی مگر اب آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ ہرگز محض پیسے کی بات نہیں اگلے زمانوں کی ضرورتیں ہیں جنہیں ہم نے بہرحال پورا کرنا ہے اور یہ چھوٹے چھوٹے مسائل ان ضرورتوں کا حل ہیں یعنی مسائل تو ہیں مگر ان پر اگر توجہ سے غور کر کے ان کا حل تجویز کرنے کی کوشش کی جائے تو وہ آئندہ زمانے کی ضرورتوں کا حل بن جائیں گے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ گناہ سے سچی توبہ کرنے والا ایسا ہی ہے جیسے اس نے کوئی گناہ ہی نہیں کیا۔ پھر فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی انسان سے محبت کرتا ہے۔ اب یہاں دوڑ کر چلنا، چل کر آنا اور اس کو واپس پا کر خوش ہونا یہ اس مضمون کو ظاہر کر رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس سے محبت ہو گئی ہے۔ جو اس کی خاطر کچھ قربانی کرتا ہے اللہ اس قربانی سے بہت بڑھ کر اس سے پیار کرنے لگتا ہے۔ فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی انسان سے محبت کرتا ہے تو گناہ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا اور گناہ کے بد نتائج سے اللہ تعالیٰ اسے محفوظ رکھتا ہے۔ پھر حضور نے یہ آیت پڑھی اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہؐ! توبہ کی علامت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا ندامت اور پشیمانی علامت توبہ ہے۔

اب ندامت اور پشیمانی تو اتنا مشکل کام ہے ہی نہیں کہ کسی بندے کے اختیار سے بڑھ کر ہو۔ ہاں یہ خطرہ ضرور ہوتا ہے کہ بعض دفعہ ندامت اور پشیمانی سے وقتی طور پر انسان ایک گناہ سے رکتا ہے مگر پھر بعض دوسری انسانی کمزوریوں کی وجہ سے وہ پھر اس میں مبتلا ہو جاتا ہے یہ خطرہ ہے ورنہ ندامت اور پشیمانی کو اختیار کرنا تو کوئی مشکل کام نہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس مضمون کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں، غرض قانون دو ہیں۔ ایک وہ قانون جو فرشتوں کے متعلق ہے یعنی یہ کہ وہ محض اطاعت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اور ان کی اطاعت محض فطرتِ روشن کا ایک خاصہ ہے۔ یعنی ان کی فطرت کو نور تو بخشا گیا ہے مگر وہ نور ایک ہی سمت میں رواں ہونے والا نور ہے جس کو بدلنے کا ان کو اختیار نہیں ہے "وہ گناہ نہیں کر سکتے مگر نیکی میں ترقی بھی نہیں کر سکتے"۔ فرشتوں کے متعلق آپ کو سارے قرآن کریم میں یا احادیث میں کہیں یہ معلوم نہیں ہوگا، یہ ذکر نہیں ملے گا کہ فرشتے نیکیوں میں ترقی کر رہے ہیں۔ وہ جس نور سے بندھے ہوئے مامور ہیں وہی نور ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا کیا۔ اس میں ایک ذرہ بھی وہ اضافہ نہیں کر سکتے۔

"دوسرا قانون وہ ہے جو انسانوں کے متعلق ہے یعنی یہ کہ انسانوں کی فطرت میں یہ رکھا گیا ہے کہ وہ گناہ کر سکتے ہیں مگر نیکی میں ترقی بھی کر سکتے ہیں۔ یہ دونوں فطرتی قانون غیر متبدل ہیں اور جیسا کہ فرشتہ انسان نہیں بن سکتا ایسا ہی انسان بھی فرشتہ نہیں ہو سکتا۔ یہ دونوں قانون بدل نہیں سکتے، ازلی اور اٹل ہیں اس لئے آسمان کا قانون زمین پر نہیں آسکتا اور نہ زمین کا قانون فرشتوں کے متعلق ہو سکتا ہے۔ انسانی خطاکاریاں اگر توبہ سے ختم ہوں تو وہ انسان کو فرشتوں سے بہت اچھا بنا سکتی ہیں۔ کیونکہ فرشتوں میں ترقی کا مادہ نہیں۔ انسان کے گناہ توبہ سے بخشے جاتے ہیں اور حکمت الٰہی نے بعض افراد میں سلسلہ خطاکاریوں کا باقی رکھا ہے"۔

یہ وہی مضمون ہے جس کے متعلق میں نے پہلے تنبیہ کی تھی کہ خوف یہ ہے کہ توبہ تو کر لو اور پھر اسی گناہ میں یا اس سے ملتے جلتے یا کسی اور گناہ میں مبتلا ہو جاؤ۔ فرمایا: "اور حکمت الٰہی نے بعض افراد میں"۔ اور اس میں 'بعض افراد' خاص طور پر پیش نظر رہنے چاہئیں۔ بعض افراد تو ایسے ہوتے ہیں کہ عزم صمیم کے ساتھ جب ایک دفعہ توبہ کر لیں تو پھر پہلے گناہوں کی طرف منہ کبھی نہیں کرتے مگر بکثرت میں جانتا ہوں ایسے انسان موجود ہیں جو توبہ تو سچی کرتے ہیں ندامت و پشیمانی میں تو کوئی شک نہیں مگر بعض عناصر کی وجہ سے جو بعض دفعہ وراثتاً ان کو ملتے ہیں، بعض دفعہ بیماریوں کے نتیجے میں پیدا ہوتے ہیں، بعض دفعہ بعض گناہوں کا عادی ہو جانے کے بعد ان عادتوں کو چھوڑنا ان کے لئے ممکن نہیں رہتا۔ ان سب کا ذکر ہے جو اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں۔

"حکمت الٰہی نے بعض افراد میں سلسلہ خطاکاریوں کا باقی رکھا ہے تا وہ گناہ کر کے اپنی کمزوری پر اطلاع پاویں"۔ جب گناہ سرزد ہو ندامت اور پشیمانی دوبارہ آجائے ایسا گناہ جس میں ندامت اور پشیمانی نہ ہو وہ گناہ تو انسان کو ہلاک کر دیتا ہے اس کا ذکر نہیں چل رہا۔ فرمایا کہ جب گناہ میں دوبارہ مبتلا ہوتے ہیں اسی وقت اپنی کمزوری پر اطلاع پا جاتے ہیں کہ ہم کیسے عاجز اور کمزور بندے ہیں اور جب تک ان کمزوریوں کو دور نہیں کریں گے جن کی بنا پر یہ گناہ سرزد ہوتا ہے اس وقت تک ہم حقیقت میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی توقع

Earlsfield Properties

Landlords & landladies

Guaranteed rent

your properties are urgently required

Tel: 0181-265-6000

رکھ سکتے ہیں مگر یقین نہیں کر سکتے کہ ہمیں بخشا جائے گا۔ یہ احساس پیدا ہوتا ہے۔ "یہی قانون ہے جو انسان کے لئے مقرر کیا گیا ہے اور اسی کو انسانوں کی فطرت چاہتی ہے سہو ونسیان انسانی فطرت کا خاصہ ہے فرشتے کا خاصہ نہیں۔ پھر وہ قانون جو فرشتوں کے متعلق ہے انسانوں میں کیونکر نافذ ہو"۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "یاد رہے کہ انسان کی فطرت میں اور بہت سی خوبیوں کے ساتھ یہ عیب بھی ہے کہ اس سے بوجہ اپنی کمزوری کے گناہ اور قصور صادر ہو جاتا ہے"۔ "یاد رہے کہ انسان کی فطرت میں اور بہت سی خوبیوں کے ساتھ یہ عیب بھی ہے کہ اس سے بوجہ اپنی کمزوری کے گناہ اور قصور صادر ہو جاتا ہے اور وہ قادر مطلق جس نے انسانی فطرت کو بنایا ہے اس نے اس غرض سے گناہ کا مادہ اس میں نہیں رکھا کہ تا ہمیشہ کے عذاب میں اس کو ڈال دے بلکہ اس لئے رکھا ہے کہ جو گناہ بخشنے کا خلق اس میں موجود ہے اس کے ظاہر کرنے کے لئے ایک موقع نکالا جائے"۔

اب جو گناہ بخشنے کا خُلق اللہ تعالیٰ میں موجود ہے اس کے ظاہر کرنے کا ایک موقع نکالا جائے۔ یہ مضمون ایسا الجھا ہوا ہے کہ اس کے اوپر آریوں کے ساتھ اور دیگر مذاہب کے سر کردہ سربراہوں کے خلاف جنہوں نے اسلام پر حملے کئے تھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہت کچھ لکھا اور ایک باقاعدہ جہاد ان کے خلاف شروع کیا اور ساری عمر جاری رکھا۔ اور یہ مسئلہ ایسا ہے جس کو یہاں کھولنے کی ضرورت ہے۔ اللہ کا اگر گناہ بخشنے کا خُلق نہ ہوتا تو پھر آریوں کی یہ بات درست تھی کہ اللہ بخش ہی نہیں سکتا اور عیسائیوں کا یہ خیال بھی درست ثابت ہوتا کہ اللہ بخش نہیں سکتا۔ اس کے مقابل پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قرآنی تعلیمات کی روشنی میں یہ اصرار فرماتے رہے کہ اللہ بخشنے پر قادر ہی نہیں بلکہ بخشنا اس کا خُلق ہے۔ اور یاد رہے کہ یہ خُلق اگر خدا کا نہ ہوتا تو بندوں میں خدا کی صفات کیسے ودیعت ہوتیں۔ اگر بندہ بخش سکتا ہے تو اس کے بخشنے کی صفت آئی کہاں سے ہے۔ اور یہ ظاہر بات ہے کہ بندہ بخش سکتا ہے۔ ساری دنیا میں ایک عام تجربہ ہے کہ انسان جس کو بخشنا چاہے بخش سکتا ہے بلکہ بعض دفعہ ضرورت سے زیادہ نرمی بھی دکھا دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے اندر ضرورت سے زیادہ کوئی صفت بھی موجود نہیں اور انسان اپنی کمزوری کی وجہ سے بخشنے میں ضرورت سے آگے بڑھ جاتا ہے۔ تو یہ بخشش اس کو ملی کہاں سے ہے۔ اس کی فطرت میں کیسے ودیعت ہوئی۔ اگر خالق کی فطرت میں نہیں تھی تو بندے کو بخشنے کی استطاعت ہونی ہی نہیں چاہئے تھی۔ یہ مضبوط دلیل تھی جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسلام کی مدافعانہ تلوار کے طور پر نیام سے ننگا کیا اور تمام عمر اسلام کے دشمنوں کو اسی تلوار سے کاٹا ہے۔ بخشش لازماً خدا کی صفت ہے ورنہ بندے کو عطا نہیں ہو سکتی تھی۔ "جو گناہ بخشنے کا خُلق اس میں موجود ہے" خلق یہ ہے۔ "اس کے ظاہر کرنے کے لئے ایک موقع نکالا جائے"۔ اب سوال یہ ہے کہ اسے ظاہر کرنے کے لئے موقع کیوں نکالا جائے۔ اس لئے بندوں کو گنہگار کیا جائے تاکہ یہ خلق ظاہر ہو؟ یہ بھی ایک الگ مسئلہ ہے۔ دراصل جو خُلق ہے یہ ایک طبعی صفت ہوا کرتی ہے جو از خود پھوٹتی ہے۔ جیسے پھول کا رنگ دکھائی دیتا ہے۔ اس کی خوشبو پھوٹتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کا پھوٹنا ایک طبعی امر تھا لیکن یہ جو فرمایا کہ اس کے ظاہر کرنے کا ایک موقع نکالا جائے یہ اس لئے کہ بندہ جو گناہ کر سکتا ہے اللہ نہیں کر سکتا۔ اس کے گناہ کو بخشنے کی خاطر خدا کا یہ خُلق بطور خاص ظاہر ہو اور موقع یہ ہو کہ جب انسان گناہ میں مبتلا ہو کر دیکھے کہ میرے خدا نے مجھے بخشا ہے تو اس کے اندر جو بخشش کا جذبہ ہے وہ اور زیادہ چمکے۔ یہ مقصد ہے جس کی بناء پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فرمایا۔

"گناہ بے شک ایک زہر ہے مگر توبہ اور استغفار کی آگ اس کو تریاق بنا دیتی ہے"۔ اب جتنے زہر ہیں انہی سے تریاق بنتے ہیں۔ ان کو جب طبیب آگ میں جلاتا ہے تو اس کا زہریلا مادہ مر جاتا ہے اور اس کے اندر سے ایک نئی صفت ظاہر ہوتی ہے جو اسی زہر کا تریاق بن جاتی ہے۔ "پس یہی گناہ توبہ اور پشیمانی کے بعد ترقیات کا موجب ہو جاتا ہے"۔ اب جس کے اندر یہ گناہ تریاق بن چکا ہو اسی تریاق سے وہ دوسروں کو بھی فائدہ پہنچا سکتا ہے"۔ توبہ اور پشیمانی کے بعد ترقیات کا موجب ہو جاتا ہے اور اس جڑ کو انسان کے اندر سے کھو دیتا ہے کہ وہ کچھ چیز ہے"۔ 'کھو دیتا ہے' کا لفظ کچھ غور طلب ہے مگر مراد اس سے یہی ہے کہ اس جڑ کا کوئی نام و نشان بھی نہیں رہنے دیتا۔ کھو دیتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ اس کا کچھ بھی باقی نہیں رکھتا۔

وہ کون سی جڑ ہے عجب اور تکبر کی جڑ جیسا کہ فرمایا کہ وہ کچھ چیز ہے۔ "اور عجب اور تکبر اور خود نمائی کی عادتوں کا استیصال کرتا ہے"۔ تو یہ حکمت ہے خدا تعالیٰ کی بخشش کی اور گناہوں کے بار بار پیدا ہونے اور بار بار ان کو جڑوں سے اکھیڑنے کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "تم خدا سے صلح کر لو وہ نہایت درجہ کریم ہے۔ ایک دم گداز کرنے والی توبہ سے ستر برس کے گناہ بخش سکتا ہے"۔ بہت ہی عظیم خوشخبری ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم عاجز بندوں کو دے رہے ہیں۔ جو قرآن اور احادیث میں جو معرفتیں بیان ہوئی ہیں ان کا خلاصہ ہے۔ "ایک دم گداز کرنے والی توبہ سے ستر برس کے گناہ بخش سکتا ہے"۔

گداز کرنے والی توبہ کیا چیز ہے۔ گداز کرنے والی توبہ سے مراد ہے جو پگھلا دے۔ دل میں ایسی ندامت کی آگ بھڑک اٹھے کہ اس کے اثر سے سب گناہ پگھل جائیں۔ اور ان کی کوئی بھی حیثیت باقی نہ رہے۔ یہ ایسے موقع آ سکتے ہیں انسانی زندگی پر۔ صرف ہمیں دعا یہ کرنی چاہئے کہ ہمارے مرنے سے پہلے پہلے یہ موقع نصیب ہو جائے۔ ستر برس کے گناہ بخشنے میں یہی مضمون بیان فرمایا گیا ہے کہ ساری عمر بھی اگر تم گناہ کرتے رہو اور سچی توبہ نصیب نہ ہو تو موت سے پہلے ممکن ہے اور موت سے پہلے ممکن تبھی ہو سکتا ہے اگر اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ مارنا اُسی نے ہے۔ وہ مارے نہیں جب تک کہ انسان کو سچی توبہ کی توفیق عطا نہ فرما دے۔ یہ وہ خوشخبری بھی ہے اور تنبیہ بھی ہے جس کو ہمیں ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے۔ ایسا اگر ہو جائے، وہ لمحہ مرنے سے پہلے نصیب ہو جائے کہ ستر برس کے گناہوں کو جو پگھلا کر خاک بنا دے، خاکستر کر دے تو اس سے بہتر اور کون سی خوش نصیبی ہے جو انسان کو عطا ہو سکے۔

"اور یہ مت کہو کہ توبہ منظور نہیں ہوتی"۔ یہ خیال جھوٹا، بے کار، بے معنی ہے کہ توبہ منظور نہیں ہوتی۔ یاد رکھو کہ تم اپنے اعمال سے کبھی بچ نہیں سکتے"۔ اگر توبہ منظور نہیں ہوتی تو گویا یہ مطلب بنا کہ انسانی اعمال ہی بے داغ ہیں اور اپنے اعمال کے زور سے وہ بچ سکتا ہے۔ دیکھیں چھوٹی سی بات میں کتنی گہری حکمت کی بات مسیح موعود علیہ السلام بیان فرما رہے ہیں۔ "یہ مت کہو کہ توبہ منظور نہیں ہوتی۔ یاد رکھو کہ تم اپنے اعمال سے کبھی بچ نہیں سکتے۔ ہمیشہ فضل بچاتا ہے، نہ اعمال"۔ "ہمیشہ فضل بچاتا ہے، نہ اعمال" یہ اس سارے مضمون کی جان ہے اور یہی وہ مرکزی نکتہ ہے جس کو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہمیشہ بیان فرماتے رہے اپنے متعلق بھی یہی فرمایا کہ مجھے بھی فضل ہی بچائے گا اعمال نہیں بچا سکتے۔

"اے خدائے رحیم وکریم ہم سب پر فضل کر کہ ہم تیرے بندے اور تیرے آستانے پر گرے ہیں۔ آمین"۔

اب جو تھوڑا سا وقت باقی ہے اس میں میں ایک ایسی بات کہنی چاہتا ہوں جو بظاہر تأسف پیدا کرنے والی بات ہے مگر میں جماعت کو تنبیہ کرتا ہوں کہ جب تک اس مضمون کو میں آخر تک کھول کر وضاحت سے بیان نہ کر دوں وہ کوئی جلدی میں ایسا نتیجہ نہ نکالیں کہ جس سے وہ سمجھیں کہ اوہو یہ تو بہت فکر والی اور تأسف والی بات ہے جو آج ہمارے سامنے بیان کی جا رہی ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ ہرگز اس میں تأسف کی کوئی بات نہیں ہے۔ آخر تک جب میں پہنچوں گا تو آپ حیران ہونگے کہ یہ خوش خبری ہے اور بہت بڑی خوشخبری ہے لیکن اس خوشخبری کو بیان کرنے کا موقع کیوں پیش آیا۔ یہ ساری وضاحت میں آپ کے سامنے رکھوں گا اور اللہ تعالیٰ کی یہ مجھ پر امانت ہے جو مجھے بہر حال ادا کرنی ہے اور جماعت کی بھی امانت ہے جو مجھے بہر حال ادا کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی امانت خصوصیت سے اس لئے کہ جماعت پر جب میں بات واضح کروں گا تو یہ بات کھل جائے گی کہ ان کے دل میں یہ بدظنی پیدا ہو سکتی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے میری انتہائی دردانگیز اور عاجزانہ دعاؤں کو بالکل نہیں سنا اور اس کے برعکس نتیجہ پیدا کر دیا۔ جب میں بات کھولوں گا اس سے پہلے اپنے اظہار ہمدردی کو سنبھال کر رکھیں۔ جب بات کھل جائے گی تو آپ حیران ہونگے کہ بالکل برعکس معاملہ ہے اور مجھے بہر حال یہ مضمون جو میرے لئے بیان کرنا جذباتی لحاظ سے مشکل ہے، بیان کرنا ہے کیونکہ یہ میری ذمہ داری ہے۔

عزیزہ طوبیٰ جو میری چھوٹی بچی ہے اس کی شادی طلاق پر منتج ہوئی ہے اور یہ طلاق آخری صورتوں میں مکمل ہو چکی ہے۔ اب اس بات پر اظہار ہمدردی ہو سکتا ہے مگر انتظار فرمائیں تو آپ مبارکباد دیں گے نہ کہ ہمدردی کا اظہار کریں گے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی بنی ہے آج کے خطبے میں بیان کرنے کی کیونکہ چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں اور یہ بات اگرچہ میری طرف سے اعلان نہیں ہوا مگر پھیلتی چلی گئی ہے کہ اس بچی کو طلاق ہو گئی ہے اس کے نتیجے میں وہ دبے لفظوں میں ہمدردی کا اظہار کر رہے ہیں جو مجھے تکلیف دیتا ہے اور اس لئے تکلیف دیتا ہے کہ غلط ہمدردی ہے اور خطرہ یہ ہے کہ جلسے پر آنے والے بہت سے لوگ مرد، خصوصاً عورتیں میری اس بچی پر رحم کی نظر ڈالیں گی جن کی اس کو کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ان کی رحم کی نظریں بجائے فائدہ پہنچانے کے اس کو تکلیف دیں گی اس لئے اپنے اس رحم کو سنبھال کر رکھیں اللہ کا رحم بہت کافی ہے جو ہو چکا ہے اور اس پر ہم خدا تعالیٰ کے فضل سے پوری طرح راضی ہیں۔

اب اس وضاحت کے بعد میں آپ کے سامنے یہ بات کھولتا ہوں کہ اس سے پہلے میری جتنی

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 0181-553-3611

بچیوں کی بھی شادیاں ہوئی ہیں آپ اس وقت ویڈیو اگر دیکھیں جو میرے پاس موجود ہیں تو آپ حیران ہونگے کہ میں نے بہت ہنستے کھیلتے ہوئے خوشی سے ان کو رخصت کیا تھا، کوئی غم کا اثر نہیں تھا۔ اِس شادی کی جو تصویریں دنیا میں پھیلی ہیں اُس میں جماعت نے اس وقت بھی محسوس کیا اور بعد میں بھی مجھے لکھتے رہے لیکن ان کے لئے یہ بات معمہ بنی رہی کہ کیوں ایسا ہوا کہ میں نے اس موقع پر بہت ہی دردناک صورت اختیار کئے رکھی، اتنی کہ اپنے غم کو برداشت کرنا اور سنبھالنا بعض دفعہ میرے قابو میں نہیں رہتا تھا اس لئے میں کوشش کررہا تھا کہ زیادہ بات بھی نہ کروں تاکہ دل کا غم پھوٹ نہ پڑے۔

اس کو رخصت کرنے میں غم کیا تھا؟ غم اس بات کا تھا کہ شروع سے جب یہ رشتہ تجویز ہوا تھا ایک لحہ کے لئے بھی مجھے اس رشتے کی کامیابی پر یقین نہیں تھا بلکہ برعکس یقین تھا کہ ناممکن ہے کہ یہ رشتہ کامیاب ہو۔ وہ وجوہات جن کی وجہ سے مجھے یقین تھا ان میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ ایسی رؤیا تھیں، بعض کشوف بھی تھے جن سے مجھے یقین ہو چکا تھا کہ یہ رشتہ مناسب ہے ہی نہیں۔ پھر یہ رشتہ کیوں کیا گیا یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ یہ اس لئے کیا گیا کہ اس بچی پر تمام دنیا سے جس خاندان میں یہ رشتہ ہوا ہے ان لوگوں نے براہ راست اثرات ڈالے اور اتنا زیادہ اس کو یقین دلایا کہ تمہارے لئے یہی ایک موقع ہے جو اس رشتے کے نتیجے میں تم خاندان میں آسکتی ہو ورنہ تمہیں خاندان کا کوئی رشتہ نصیب نہیں ہو سکتا۔ اب اس بچی کے دل میں یہ طبعی خواہش تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان میں ہی میں بیاہی جاؤں۔ اور یہ جو دباؤ تھے اس کی وجہ سے ایک لمبا عرصہ سخت کرب میں بتلا رہی۔ آدھی آدھی رات کو مجھے اٹھ کے جگاتی تھی کہ میں کیا کروں مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی۔ خواب میں بھی اللہ تعالیٰ نے تنبیہ کی تھی لیکن اس کے باوجود سمجھتی تھی کہ جو کچھ میرے سامنے بیان کیا جارہا ہے گویا میرا مستقبل اب یہی ہے، میں کسی اور جگہ جا نہیں سکتی اور اتنا زیادہ یقین دلایا گیا تھا کہ ہم سب اس بات کے ضامن ہیں کہ تم خوش رہو گی، اپنا گھر بنا کے رکھو گی، گھر میں راج کرو گی کہ ان باتوں نے اس کو بہت زیادہ اس رشتے کی طرف مائل کر دیا۔ اور میرے لئے ایک روک تھی باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے دل پر قطعیت کے ساتھ یہ بات گاڑ دی گئی تھی پہلے دن سے ہی کہ یہ رشتہ ہرگز اس بچی کے لئے مناسب نہیں ہے پھر بھی میں کیوں آخر مانا۔ یہ غلطی تھی۔ اور اس غلطی کا خمیازہ بھگتنا پڑا اور یہی غلطی تھی جس کے نتیجے میں پھر وہ دعائیں قبول نہیں ہوئیں جن کو بظاہر قبول ہونا چاہئے تھا۔

جب اللہ تعالیٰ خود خبر دے چکا ہو کہ یہ مناسب نہیں ہے ہرگز نہ کرو اور طبعی طور پر دل میں بھی مسلسل تردّد ہو اس کے بعد میرا اِس کو اُس گھر میں رخصت کرنا ایک بنیادی غلطی تھی جس کی طبعی سزا خدا تعالیٰ کی طرف سے ملنی تھی۔ اور وہ جو دعائیں قبول نہیں ہوئیں ان کی بنیادی یہ وجہ ہے کہ اللہ کی تقدیر میں مناسب ہی نہیں تھا تو غیر مناسب دعائیں کیسے قبول کرتا۔ اب یہ مسئلہ بھی آپ لوگ خوب اچھی طرح سمجھ لیں کہ **بعض دفعہ دعائیں اس لئے قبول نہیں ہوتیں کہ اللہ کے نزدیک ان کا قبول ہونا مناسب نہیں ہوتا خواہ کتنے درد اور گریہ وزاری سے آپ دعائیں کریں وہ کوڑی کا بھی اثر نہیں دکھائیں گی۔ اگر اللہ آپ کا ہمدرد ہے تو فیصلہ وہی فرمائے گا جو آپ کے لئے بہتر ہے۔**

تو یہ سارا جھگڑا تھا جس کا کھولنا جماعت پر ضروری تھا ورنہ اس وقت کی آپ ویڈیو دیکھیں جو کئیوں کے پاس محفوظ ہوگی تو ایک عجیب سا نظارہ دکھائی دے رہا ہے۔ ساری دنیا مجھے اس وقت لکھ رہی تھی کہ یہ شادی Unique ہے یعنی جب سے دنیا بنی ہے جب تک دنیا رہے گی ایسی شادی دوبارہ نہیں ہو سکتی اور اس بات میں Unique کہنے میں ان کی وجہ یہ تھی کہ جس درد کے ساتھ، دعاؤں کے ساتھ اور نغمات کے ساتھ میں نے اس کو رخصت کیا اس نے ایک عجیب سماں بنا دیا تھا۔ ایسا سماں بنا دیا تھا جس سے جماعت بے انتہا متاثر تھی لیکن حقیقت حال نہیں جانتی تھی۔ وہ سمجھ رہے تھے میں اس لئے رو رہا ہوں، اس لئے میرا دل قابو سے نکلا جارہا ہے کہ میری بچی رخصت ہو رہی ہے اور دوسرے ملک میں جارہی ہے۔ ایک ذرہ بھی اس کا سچا نہیں ہے۔ جہاں مرضی جاتی اگر خدا کی طرف سے مجھے یقین ہوتا کہ یہ رشتہ اچھا ہے تو ناممکن تھا کہ میں اس کرب و بلا کا اظہار کرتا جو مجھ سے ہوا۔

پس ان نغمات نے جو تاثر پیدا کیا اس کی وجہ سے سب دنیا سے خط آرہے تھے اور جب یہ بھنک سی پھیلی ہے پھر اس کا ذکر بند ہو گیا۔ مگر وہ ویڈیوز لوگوں کے پاس محفوظ ہیں۔ بڑا عجیب نظارہ ہے، بچیاں خوشی سے گیت گا رہی ہیں اور ان گیتوں سے خوش ہونے کی بجائے میں اور زیادہ رنجیدہ ہوتا چلا جارہا ہوں اور پھر خصوصیت سے جو میرا دعائیہ کلام تھا اس نے لوگوں پر بہت اثر کیا۔ اس دعائیہ کلام میں میں نے دعا دی کہ تم اس گھر میں راج کرتی تھی اس گھر میں بھی راج کرو، ان کی بھی رانی بنی رہو جیسے اس گھر کی رانی تھی۔ میں نے اس میں کہا، "اے آصفہ کی جان خدا حافظ و ناصر"۔ تو اس کی میں نے مرحوم ماں کا حوالہ دے کر سوچا کہ شاید اس طرح اللہ تعالیٰ رحم فرما دے لیکن یہ کوئی حوالے کام نہیں آئے، نہ آنے چاہئے تھے کیونکہ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے خدا کے نزدیک یہ غلط بات ہو رہی تھی اس لئے جو مرضی میں حوالے دیتا، جتنی دردناک نظمیں لکھتا ان کا کوڑی کا بھی اثر نہیں پڑنا تھا۔ تو وہ نظم اپنی جگہ آپ بے شک سنیں لیکن اس نتیجے کو یاد رکھیں کہ اس نظم میں جن امیدوں کا اظہار کیا گیا تھا وہ کسی بات پر مبنی نہیں تھیں۔ اگر وہ اللہ کی طرف سے خوشخبریوں پر مبنی ہوتیں تو لازماً پوری ہونی تھیں۔ وہ خوشخبریوں پر مبنی نہیں تھیں اس لئے نہیں پورا ہونا تھا۔ اس لئے پہلے دن سے لے کر آخر تک، حیرت انگیز بات ہے رخصت کے وقت تک میں اس خاندان کی منتیں کرتا رہا کہ خدا کے لئے اس بچی کو نہ مانگو۔ کیونکہ میرے دل میں اللہ نے یقین ڈال دیا ہے کہ یہ رشتہ کامیاب نہیں ہو سکتا۔ فائلیں بھری پڑی ہیں میرے پاس۔ سب سے پہلے جب (رشتہ) تجویز ہوا تو میں نے منت کی کہ خدا کے لئے اس بچی کو نہ لے کے جاؤ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ یہ کامیاب نہیں ہو سکتا۔ ناممکن ہے کہ یہ کامیاب ہو تو کیوں اس بیچاری کو خراب کرتے ہو۔ وہ یہی اصرار کرتے رہے بلکہ مجھ پر جو دباؤ ڈالا جارہا تھا وہ خط و کتابت کے ذریعے صرف پاکستان سے نہیں بلکہ دنیا بھر میں ان کے جتنے رشتہ دار ہیں وہ سارے مسلسل مجھے آخر وقت تک یقین دلانے کی کوشش کرتے رہے۔ کیوں کر رہے تھے۔ ظاہر بات ہے کہ ان کو پتہ تھا کہ میں ہرگز اس کا قائل نہیں ہوں اور ادھر بچی پر یہ اثر ڈالا جارہا تھا۔ یہ وجوہات تھیں کہ جس کی وجہ سے مجھے دعاؤں کے ساتھ اس کو رخصت کرنے کی توفیق بھی ملی لیکن یہ بھی معلوم ہو گیا کہ **جب اللہ تعالیٰ تقدیر ظاہر فرما چکا ہو تو ہرگز اس کے خلاف کوئی اقدام نہیں کرنا چاہئے۔ اگر کرو گے تو اس کی سزا پاؤ گے۔**

اس پس منظر میں اس بچی کا خیر و عافیت سے واپس گھر آجانا یہ خوش خبری ہے یا بد خبر ہے؟ اور اللہ تعالیٰ کا ایسا انتظام کرنا کہ اس کو کسی ایسے بندھن میں نہیں باندھ دیا مثلاً بچہ بھی ہو سکتا تھا جس کے نتیجے میں اس کی باقی زندگی بے کار گزرتی۔ تو یہ محض اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔ وہ دعائیں جو تھیں ان کو اس رنگ میں اللہ نے قبول فرما لیا کہ اس کے بداثرات سے بچی کو بھی محفوظ رکھا اور مجھے بھی محفوظ رکھا حالانکہ یہ میری غلطی تھی۔ تو اب آپ لوگ بے شک پرانی کیسٹ دیکھ لیں تب آپ کو سمجھ آئے گی کہ وہ ہو کیا رہا تھا۔ ان دعاؤں میں عاجزی تو تھی مگر جان نہیں تھی۔ ہو کیسے سکتی تھی؟ میں نے بہت اونچی اونچی توقعات کے اظہار کئے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ وہ سارے ان توقعات کو پورا کرنے میں عمداً ناکام رہے۔ نیتوں کا حال اللہ جانتا ہے مگر مجھے اتنا

جرمنی میں پیزا (PIZZA) کا کاروبار کرنے والے احباب کے لئے

خوشخبری

ضامن صحت — عمدہ کوالٹی

گائے کے گوشت سے تیار شدہ سلامی اور شنکن کے حصول کے لئے رابطہ فرمائیں

بازار سے بارعایت — ہوم ڈلیوری

جرمن مزاج کے عین مطابق ذائقہ

نوٹ: ہماری مصنوعات صرف گائے کے گوشت سے تیار شدہ ہیں
اس بات کی تسلی کے لئے ہماری فیکٹری میں تشریف لائیں

آج ہی رابطہ کیجئے

FIRMA MERZ

MAYBACH STR 2

69214 EPPELHEIM (GAWEBEGEBIET)

BEI HEIDELBERG -GERMANY

Tel :0 6221-79240   Fax: 06221-792425

پتہ ہے کہ اس ماں نے جس نے یہ رشتہ مانگا تھا، اس خالہ نے جس نے لمبے لمبے خط لکھے اور یقین دلایا کہ آپ بالکل بے فکر ہو جائیں یہ اپنا گھر ہوگا اس کا، اس پر راج کرے گی۔ ان باتوں کا یقین کر لینا میری کمزوری تھی، یقین دلانے والوں کی نیت پہ میں حملہ نہیں کرتا۔

اس لئے جماعت کو یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ ان سے بے شک عام تعلقات میں اسی طرح سلوک کریں جیسے پہلے ہوا کرتے تھے کیونکہ اگر یہ جرم قرار دیا جائے جس کے نتیجے میں ان کو سزا ملنی چاہئے اور جماعت کو ان سے رخ پھیرنا چاہئے تو اس کا مطلب ہے کہ نیتوں پر حملہ ہے۔ اس لئے نیتوں پر میں کوئی حملہ نہیں کر رہا۔ اللہ بہتر جانتا ہے۔ نیتوں کا حال اسی پر روشن ہے اور وہ اگر چاہے تو بد نیتوں کے باوجود معاف فرما سکتا ہے۔ اس لئے میری التجا تو یہی ہے اور یہی جماعت سے بھی میری درخواست ہے کہ ان لوگوں کے لئے بھی مغفرت ہی کی دعا کریں۔ ابھی جو مضمون گزرا ہے وہ مغفرت ہی کا تو مضمون تھا۔ تو اگر وہ مضمون ہم سمجھ نہ سکیں اور اپنے معاملات میں اس کا اطلاق نہ کریں تو پھر اللہ تعالیٰ سے بہتر مغفرت کی توقع بھی نہیں رکھ سکتے۔ اس لئے جہاں تک ہو سکے اپنے جذبات پر قابو رکھیں اور مغفرت کا سلوک کریں۔

اور آنے والے جتنے بھی جلسے پر ہیں اب وہ اس کے بعد، اس نصیحت کو خاص طور پر پیش نظر رکھیں کہ ہرگز ایسی چہ میگوئیاں نہ کریں جن کے نتیجے میں جگہ جگہ جواب دینے پڑ رہے ہوں۔ میں ابھی سے بات کھول رہا ہوں اور عورتوں کی جو عادت ہے اس سے میں ڈر رہا ہوں۔ عورتوں میں یہ بری عادت ہے کہ ہائے بے چاری وہ دیکھو طوبیٰ بیٹھی ہوئی ہے، ہائے اس بے چاری کی شادی کامیاب نہیں ہوئی۔ نہیں ہوئی تو بے چاری کیا اللہ کا فضل ہے جو نہیں ہوئی۔ کیونکہ ہو سکتی نہیں تھی اور تمہارے رحم کی نہ صرف یہ کہ ضرورت نہیں بلکہ اس سے بچی کو تکلیف پہنچے گی۔ جب بھی کسی نظر کو دیکھے گی کہ وہ یوں دیکھ رہی ہے او ہو یہ تو وہی ہے تو اتنا اس کا دل گھبرائے گا۔ تو اگر آپ واقعتاً مجھ سے محبت رکھتے ہیں اور اس بچی سے پیار رکھتے ہیں تو اس بات کو ایسے دل سے نکال دیں جیسے کوئی واقعہ ہی نہیں گزرا۔ اس کو آزادی سے جلسہ منانے دیں، کھیلنے کودنے دیں، جہاں چاہے جائے، جہاں چاہے پھرے جماعتی نظام کے تابع، اور اس کو اس طرح نظر انداز کر دیں جیسے کوئی واقعہ ہے ہی نہیں۔ بالکل تعجب کی کوئی نگاہ بھی اس پہ نہ ڈالیں اس سے بڑا احسان آپ لوگ نہیں کر سکتے۔

تو یہ وجہ بھی تھی کہ میں نے سوچا تھا کہ جلسے سے پہلے یہ جماعت پر خوب وضاحت کر دوں کیونکہ اب وہ دن آرہے ہیں جن میں لوگوں نے جگہ جگہ سے آنا ہے، طرح طرح کی عورتیں آئیں گی جو اپنی عادات سے مجبور ہیں۔ تو ان کو میں کہہ رہا ہوں اس عادت کا قلع قمع کریں۔ یہ ویسے بھی اچھی عادت نہیں ہے۔ ہمارے ملک کی عورتوں میں گندی عادت ہے کہ کسی کو کوئی بیماری لاحق ہو تو اس کو بھی اتنا بڑھا چڑھا کر دیکھتی اور بیان کرتی ہیں کہ وہ اگر بیمار نہیں بھی تھا تو ان کی بار بار کی تجویز سے کہ یہ بیماری ہو گئی ہوگی، بعض دفعہ بیماری بن بھی جاتی ہے کیونکہ ہپناٹک (Hypnotic) اثر ہوتا ہے جس کو ہپناٹزم کہا جاتا ہے۔ تو عورتوں میں یہ بیماری عام ہے۔ یہ صرف اس شادی کی بات نہیں ہے، ہر معاملے میں بے وجہ دخل دیتی ہیں اور سقراط حکیم بن جاتی ہیں۔ مشورے بھی بے شمار جو غلط اور بیماری کا سمجھنا بھی غلط اور غلط سمجھنے کی وجہ سے جب وہ بار بار اسی کا ذکر کرتی ہیں تو ایسے لوگ جو فطرتی طور پر نسبتاً کمزور ہوں ان پر ان کا اثر پڑ جاتا ہے۔ چنانچہ میرے تجربے میں ہے اور ہومیوپیتھک کتابوں میں بھی ہمارے بکثرت یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ Suggestion کو اگر repeat کیا جائے، بار بار ایک بات کو اصرار کے ساتھ کہا جائے تو انسانی فطرت اس سے متاثر ہو کر اپنے دفاع کی طاقت کھو دیتی ہے اور واقعۃً بہت گہری بیماریاں اس کے نتیجے میں پیدا ہو جاتی ہیں۔

تو یہ جو میں اس وقت جماعت کو سمجھا رہا ہوں عورتوں کو خصوصیت کے ساتھ، اس معاملے کا صرف اس بچی سے تعلق نہیں ایک ایسی عادت سے تعلق ہے جس کا دنیا کو بہت نقصان پہنچ چکا ہے اور آئندہ بھی اگر عورتوں نے اپنی اصلاح نہ کی تو یہ نقصان پہنچے گا۔ تو اسی بہانے خدا تعالیٰ نے مجھے اس نصیحت کی بھی توفیق عطا فرما دی ہے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ احمدی خواتین جس جگہ کی بھی ہیں وہ اپنے دل کو اور اپنی نظروں کو سنبھال کر رکھیں گی۔ بے ضرورت لوگوں کے معاملے میں دخل اندازی نہیں کریں گی۔ خواہ کتنا ہی دل میں جوش اٹھے وہ اپنے جوش کو دبا کے رکھیں گی۔ اپنی فکر کریں، اپنے بچوں کی فکر کریں، اپنے میاں کی فکر کریں، اپنے عزیزوں کی فکر کریں وہ آپ کا حق ہے اور وہ بھی ضرورت سے زیادہ نہ کریں کیونکہ وہاں بھی اگر آپ نے ضرورت سے زیادہ فکر کیا تو اس کا نقصان پہنچے گا۔

بعض ماؤں نے اپنے بچوں کو اس وجہ سے نقصان پہنچایا ہے کہ ان کی ہمدردی کی وجہ سے ان کی بیماریوں کو بہت بڑھا چڑھا کر سمجھا اور اس بچے پر گویا یہ ظاہر کیا کہ تم اتنے بیمار ہو۔ جب مجھے علم ہوا اور میں نے سختی سے اس بات سے روکا تو آپ حیران ہونگے کہ وہ بچے بالکل ٹھیک ٹھاک ہو گئے، بد اثر سے باہر نکل آئے۔ تو جو باتیں میں عرض کر رہا ہوں ذاتی تجربے کی بناء پر یقین کی وجہ سے عرض کر رہا ہوں۔ اور اس کے بعد میں اس خطبے کو ختم کرتا ہوں یہ امید رکھتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو میری نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے گا اور اب آپ کو یہ بات سمجھ آجائے گی کہ کیوں ایک ذاتی مسئلے کو میں نے ایک خطبے کا موضوع بنا لیا۔

خطبہ ثانیہ کے بعد حضور انور نے مزید فرمایا:۔

مجھے بھی آپ اپنی ہمدردیوں سے محفوظ رکھیں۔ نہ مجھے کسی خط کی ضرورت ہے اس موضوع پر، نہ ملاقات کے دوران اس طرح دیکھیں یا ایسے لفظوں میں ذکر کریں گویا آپ کو بہت صدمہ پہنچا ہے اور بہت میری ہمدردی کر رہے ہیں۔ یہ ہمدردیاں میرے لئے اذیت کا موجب ہونگی بلکہ میں حیرت سے دیکھوں گا کہ آپ کو اتنی بھی عقل سمجھ نہیں ہے کہ ان باتوں کو ختم کر دینا چاہئے۔ اس لئے اگر ملاقات کے دوران بھی کسی شخص نے اس بات کو چھیڑنے کی کوشش کی، بعض لوگوں کو شوق ہوتا ہے یہ دکھانے کا کہ ہم آپ کے زیادہ ہمدرد ہیں، تو اسی وقت میں ملاقات ختم کر دوں گا۔ اگلی بات کہنے کی بھی اجازت نہیں دونگا۔ اس لئے اس آخری تنبیہ کو جو بہت ضروری تھی جو میں خطبے میں بھول گیا تھا اب میں آپ کے سامنے کر رہا ہوں اور امید ہے کہ اس کے بعد اس قصے کو آپ کلیۃً ختم اور کالعدم سمجھیں گے۔
جزاکم اللہ۔ السلام علیکم

●●●☾☾☾●●●

بقیہ: خلاصہ خطبہ از صفحہ اول

سچی بات سے اعلیٰ درجہ کی بات ہے۔ سیدھی بات کرنے کا عادی پوری کوشش کرتا ہے کہ بات اس طرح کرے کہ بات سچی بھی ہو اور اس سے کوئی غلط فہمی بھی نہ ہو۔ سیدھی بات سے اعمال کی درستی کا گہرا تعلق ہے۔ اگر سیدھی بات کو شیوہ بناؤ گے تو اللہ تعالیٰ ضرور تمہارے اعمال کی اصلاح کرے گا۔

حضور ایدہ اللہ نے ان آیات سے متعلق حدیث نبوی بھی پیش فرمائی اور فرمایا کہ قول سدید کا معاملہ گھروں سے شروع ہونا چاہئے۔ بچوں سے جو بات کہو صاف اور سیدھی کہو۔ اس کے نتیجہ میں وہ آپ کی عزت و توقیر کریں گے۔ کیونکہ جو آدمی صاف، سیدھی اور کھری بات کرنے والا ہو اس کی عزت دل میں پیدا ہوتی ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے احادیث نبویہ کے حوالہ سے بتایا کہ منافق کی علامت ہے کہ وہ جھوٹ بولتا ہے اور جھوٹے وعدے کرتا ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے نصیحت فرمائی کہ جو بھی وعدہ کریں اسے ٹالنے کی کوشش نہ کریں۔ حضور نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کے بعض واقعات بھی اختصار کے ساتھ بیان فرمائے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ کس طرح آپ اپنے وعدوں کا پاس فرماتے تھے اور چھوٹی سے چھوٹی بات کا بھی خیال رکھتے تھے۔

حضور ایدہ اللہ نے سورہ بقرہ کی آیات کے حوالہ سے فرمایا کہ لازم ہے کہ اللہ سے صبر اور صلاۃ کے ذریعہ سے مدد مانگو۔ صلاۃ سے مراد نمازیں بھی ہیں اور اس کے علاوہ عام دعا بھی۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اس آیت کے حوالے سے کہ کیا تم دوسروں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو، یہ نصیحت فرمائی کہ انسان کو چاہئے کہ اپنے نفس کو فراموش کر کے دوسرے کے عیوب کو نہ دیکھتا رہے۔ یہ بہت گہرا انفسیاتی نکتہ ہے۔ حضور نے فرمایا کہ بڑا سعید وہ ہے جو اول اپنے عیوب کو دیکھے اور ان کا پتہ اس وقت لگتا ہے جب ہمیشہ امتحان لیتا رہے۔ یہ ہمیشگی کا مضمون بہت مشکل ہے اس کے لئے صبر اور عبادت اور دن رات دعاؤں کی ضرورت ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے یہ نکتہ بھی بیان فرمایا ہے کہ تزکیہ اخلاق اور نفس کا بہت مشکل کام ہے۔ اس کیلئے ضروری ہے کہ کسی مزکّی نفس انسان کی صحبت میں آجائے۔ اور قرآن کریم نے وہ مزکّی آنحضرت ﷺ کو پیش فرمایا ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کی صحبت میں آنے کا ایک طریق تو یہ ہے کہ جنہوں نے آنحضرتؐ کے فیض سے اپنا تزکیہ کیا ہے ان کی صحبت میں رہو۔ وہ تزکیہ یافتہ لوگ آپ کے تزکیہ میں ممد ہونگے۔ لیکن براہ راست آنحضرتؐ کی صحبت بھی ممکن ہے۔ وہ اس طرح کہ آپ آنحضرت ﷺ کے ذکر سے آپؐ کی صحبت اختیار کریں۔ جب آپ رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجتے ہیں اور آپ کے احسانات کا تصور باندھتے ہیں تو یہ ایک صحبت ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے آنحضرتؐ کی روزمرہ میں کام آنے والی بظاہر چھوٹی چھوٹی لیکن نہایت اہم نصائح کی مثالیں دے کر بتایا کہ یہ سب نصائح ہمارے فائدہ کے لئے ہیں اور ہم پر احسان ہیں۔ اگر ہم ان پر عمل کریں تو بہت فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ ان سب باتوں کا خیال رکھیں۔ یہ وہ صحبت ہے کہ اگر یہ مل جائے تو ہر مشکل سے آزاد ہو جائیں گے۔

☆......☆......☆

الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو فروغ دیں۔ (مینجر)

اعتذار و تصحیح

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کے گزشتہ شمارہ نمبر ۳۴ میں جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے افتتاحی خطاب کا خلاصہ شائع کیا گیا ہے۔ یہ خطاب حضور انور نے ۳۱ر جولائی کو ارشاد فرمایا تھا۔ مگر غلطی سے اخبار میں صفحہ اول پر ۳۱ر اگست کی تاریخ شائع ہو گئی ہے۔ ادارہ اس غلطی پر معذرت خواہ ہے۔ (ادارہ)

Continental Fashions

گروس گیراؤ شہر کے عین وسط میں خواتین کے لئے جدید اور دیدہ زیب ملبوسات، کھلا کپڑا، بچوں کے لئے چوڑیاں، دوپٹے، کاجل، مہندی، ابٹن، بندیا، پازیب، جدید فیشن کی ایشین اور یورپین جیولری اور شادی بیاہ کی دیگر اشیاء کے علاوہ

اگر آپ جرمنی سے پاکستان یا کسی اور ملک کے لئے ہوائی سفر کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے رجوع کریں۔ آپ جہاں کہیں بھی ہوں ٹکٹ کی ہوم ڈلیوری کا انتظام موجود ہے۔

خوشخبری، بذریعہ سعودی عربین ائر لائنز، پاکستان جاتے ہوئے براستہ جدہ عمرہ کی سہولت، کرایہ نہایت پرکشش

Continental Fashions

Walther rathenau Str.6 , 64521 Gross Gerau - Germany

Tel: 06152-39832 /911334

Fax: 06152-911335

Mobile: 0171-6356206

E-Mail Asad.Tariq@t-online.de